نمونے کا ایک نوجوان

تالیف

منظور الحق صدیقی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

With compliments from

Manzurul Haq Siddiqi

Marfat.com

ارشد محمود صدیقی

بی۔ ایس۔ سی انجینئرنگ (ڈبل گولڈ میڈلسٹ)

(13 ستمبر 1948ء ملتان۔ 6 اگست 1970ء وفات)

ذخیرہ

تالیف

منظور الحق صدیقی

گولڈ میڈلسٹ تحریک پاکستان

سابق استاذ ریاضیات [illegible]

Marfat.com

طبع اول : 1970ء نوائے وقت پرنٹرز لاہور

طبع ثانی : مع اضافات 1999ء

136936

مطبع : فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی

کمپوزنگ : جمیل آرٹ سروسز 5 قیصر پلازہ صدر راولپنڈی

مولف : منظور الحق صدیقی

سی اے۔ 241- اے سیونتھ روڈ

سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

ٹیلیفون 4840808

ملنے کے پتے

- پرنسپل کیڈٹ کالج حسن ابدال
- سید مظفر احمد B-528 سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
  فون نمبر 4845868
- مجیب الدین توصیف D-124 بلاک 2
  طارق روڈ۔ پی ای سی ایچ کراچی
  فون : 021-4552143 ، 021-4541251
- سیکرٹری ابدالین کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی
  تھرڈ فلور اوریگا کمپلیکس گلبرگ لاہور

Marfat.com

اِنتساب

ابدالینز (ABDALIANS) کے نام

Marfat.com

ارشد محمود صدیقی

Marfat.com

کیڈٹ کالج حسن ابدال کے بانی پرنسپل مسٹر پیچول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے بانی پروفیسر صدیقی

Marfat.com

کیڈٹ کالج میں اظہر اور ارشد کی یادگار

Marfat.com

تصاویر

ارشد محمود صدیقی	4
کیڈٹ کالج حسن ابدال کے بانی پرنسپل مسٹر کچپول، اولڈبوائیز ایسوسی ایشن کے بانی پروفیسر صدیقی	5
کیڈٹ کالج میں اظہر اور ارشد کی یادگار	6
جائے حادثہ پر ارشد کے والدین، بہن اور بیگم بخاری	31
احمد منصور، ارشد محمود، اظہر علی، احمد رضا، ظفر علی ۱۹۵۶ء	47
تابوت کے ساتھ	117
صدیقی خانوادہ	118

فہرست موضوعات

انتساب: ابدالینز کے نام	3
ترتیب (تصاویر و موضوعات)	7
دیباچہ طبع ثانی	11
دیباچہ طبع اول	15
پرنسپل چیمپین: کتاب کا تعارف	17
مقبول جہانگیر: ایک ازلی مسکراہٹ	18
ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی ارشد	20
علمی شغف	22

Marfat.com

کرم کتابی نہ تھا	25
آخری بارہ گھنٹے	28
بد خبری اور تدفین	30
شہدائے روات کے لواحقین کا اجتماع	35
ملازمت	41
تحمل اور خود اعتمادی، کم سخن مگر خوش طبع	43
ملنسار مگر دیر آمیز	46
سادگی	48
نظم آئینہ ارشد سے دوبند	52
اساتذہ کرام	53
چند اور رشتہ دار	54
عظیم ماں کا ہونہار فرزند	64
ذوالفقار احمد چیمہ ایڈیٹر اصلاح و تبلیغ آہ ارشد	66
منفرد نوجوان	67
تعزیت	68
مزید تعزیت نامے : قاضی فیض محی الدین	70
پرنسپل سید شیدا عظیم	72
پروفیسر ڈاکٹر عرش صدیقی	73
عبدالحمید نیازی ڈپٹی کمشنر	74

Marfat.com

حاجی شیخ بشیر احمد 74

سعید مہدی سی ایس پی 75

سید محمد قاسم رضوی کمشنر ملتان ڈویژن 76

ذکی الدین پال جج ہائی کورٹ 77

محمد عبداللہ قریشی (ایڈیٹر ادبی دنیا لاہور) 77

سید پیر حسام الدین راشدی کراچی 78

مولانا غلام رسول مہر لاہور 78

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی 79

ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی 80

کیڈٹ کالج میں شرکائے قرآن خوانی کے نام 82

بیت اللہ شریف میں قرآن خوانی 88

لاہور میں تعزیتی اجلاس 89

شرکا کے دستخطوں کا عکس 90

جلسے کی کاروائی 104

تقاریر: عبدالحق متعلم انجینئرنگ یونیورسٹی 106

شاہد احمد خان ورک مینیجر 106

Marfat.com

الطاف حسن قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ) 107

پروفیسر وزیر الحسن عابدی 108

حکیم آفتاب احمد قرشی 109

ملک شمس 111

ظہور عالم شہید 112

پاکستان بنانے والوں میں سے پانچ سو 114

احمد رضا صدیقی : نظم بھائی جان کی یاد میں 116

(حصہ انگریزی کتاب کے آخری صفحے سے)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

بہت مدت ہوئی گزرے ہوئے اسکو گلستان سے
ابھی تک دیدہ نرگس کی حیرانی نہیں جاتی

ارشد محمود صدیقی ایک نابغہ روزگار ابدالین تھا۔ اس نے پانچ سال تک ملک کی مایہ ناز درسگاہ کیڈٹ کالج حسن ابدال کی تعلیم و تربیت سے بھرپور استفادہ کیا اور آگے چل کر اسی تعلیم و تربیت کی وجہ سے انجنیرنگ یونیورسٹی لاہور میں اس نے کیڈٹ کالج کا نام روشن کیا اور کیڈٹ کالج نے اسے شہرت و عزت اور امتیاز بخشا۔ ایک عام ابدالین پر اسے یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ کچھ زیادہ ہی ابدالین تھا۔ مجھے پاکستان کے اس اولین کیڈٹ کالج کے بانی اساتذہ میں ہونے اور اپنے رفقائے کار کے ساتھ اسکی اعلیٰ روایات قائم کرنے کا شرف حاصل ہے۔

اپریل 1954ء سے اپنی وفات 6 اگست 1970ء تک ارشد محمود کی مستقل رہائش اور مستقل پتہ کیڈٹ کالج حسن ابدال تھا۔ اس کے بڑے بھائی احمد منصور صدیقی (اب بوٹسوانا افریقہ میں تین ریسٹوران کے مالک) اور چھوٹے بھائی احمد رضا صدیقی (اب بریگیڈیئر ڈائریکٹر آئی۔ ٹی۔ جی ایچ کیو راولپنڈی) بھی ابدالین ہیں۔ اس کی تینوں بہنیں بھی وہیں رہتی تھیں۔

ارشد محمود کو لکھنے والوں نے نمونے کا نوجوان بھی لکھا ہے۔

Marfat.com

وہ ہر دلعزیز ہی نہیں تھا بلکہ اپنے اعلیٰ کردار سے اپنے دوستوں اور جاننے والوں کو جلد ہی متاثر کر دیتا تھا۔ وہ اپنے سے بڑوں کو اپنی نپی تلی مؤدبانہ باتوں سے اپنا مداح بنالیا کرتا تھا۔ اس کے چہرے کی پُر وقار مسکراہٹ ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتی تھی جسکا ذکر اکثر لکھنے والوں نے کیا ہے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے آخری امتحان سے پہلے طلبا کی طویل ہڑتال نے اسے بہت بے چین کیا۔ جو سیاسی جماعتیں طلبا کو ہڑتال پر اکسایا کرتی تھیں اُن پر اپنا اظہار ناراضگی اس نے واشگاف الفاظ میں اپنی ڈائری میں کیا ہے۔ جسے اس کتاب کے انگریزی حصے کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسکی شہادت کو پورے ملک میں قومی نقصان قرار دیا گیا۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال ارشد محمود صدیقی کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف تھا اس لیے اسکی اس مادر علمی نے اس کی بے مثال طریقے سے یاد منائی:

ا۔ اسکی نماز جنازہ کالج اوول (بیضوی) میدان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ اسی صدیقی خانوادے کے ایک بزرگ کبیر الدین احمد صاحب نے پڑھائی۔

۲۔ اس کتاب کی طبع اول کے لیے کالج کے اسوقت کے انگریز پرنسپل مسٹر چیپمین (MR.CHAPMAN) نے مختصر مگر انتہائی جامع تعارف لکھا۔

۳۔ انہی پرنسپل نے مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کی سفارش پر کالج کے خرچ پر سنگ مرمر کی یادگار تعمیر کی گئی۔ اس یادگار پر ارشد کے ایک ابدالین رشتہ دار سید اظہر علی بخاری کا نام بھی کندہ ہے۔ کالج گیٹ میں داخل ہوتے ہی یہ یادگار نظر آتی ہے۔

۴۔ کالج کا ہر پروفیسر مع اہل و اعیال اور دیگر ملازمین، تقریباً ہر کیڈٹ اور اسکے

Marfat.com

والدین اور سینکڑوں سابق طلبا تعزیت کے لیے آتے رہے۔

۵۔ کالج میں ایصال ثواب کے لیے تین مرتبہ قرآن خوانی ہوئی۔ چالیسویں پر قرآن خوانی میں جن اساتذہ کرام اور طلبا اور دیگر افراد نے شرکت کی ان سب نے کاغذ پر اپنے دستخط کئے۔ یہ دستخط کنز الآثار صدیقی کا حصہ ہیں۔ اس وقت کے طلبا اب بڑے بڑے مناصب پر فائز ہیں۔ اس قرآن خوانی کے لئے جو نوٹس نکالا گیا اس کی نقل بھی اسی کتاب میں کسی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ کالج کے سابق پرنسپل مسٹر اے ڈبلیو ای ونلا نے یوگینڈا (افریقہ) سے تعزیت کا خط لکھا۔ سو سے زیادہ ابدالینز نے اندرون ملک اور بیرونی ممالک سے تعزیت نامے بھیجے۔ لندن سے موجودہ پرنسپل عزیز القدر رسید شاہد نے خط بھیجا۔

۷۔ استاذ اسلامیات و خطیب جمعہ حافظ ظہور احمد صاحب رسالہ اصلاح و تبلیغ نکالا کرتے تھے۔ اس کے طالبعلم ایڈیٹر عزیزم ذوالفقار احمد چیمہ فرسٹ ایئر (اب پولیس سروس آف پاکستان) نے "آہ ارشد" کے عنوان سے ایک تعزیتی صفحہ لکھا۔

۸۔ انگریزی میں رسالہ دی ابدالین کے شمارہ 25 اکتوبر 1970ء میں کالج کی طرف سے پورے صفحے پر شائع کیا گیا۔

O B I T U A R Y

In memory of Ex-Cadet Arshad Mahmood Siddiqi

۹۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال اولڈ بوائز ایسوسی ایشن (جس کا میں بانی ہوں) نے لاہور میں ایک پروقار تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں اولڈ بوائز کے علاوہ ملک کے

Marfat.com

شہرت والے پانچ احباب نے تقاریر کیں۔ تمام تقاریر ٹیپ کی گئیں جو محفوظ ہیں اور اس کتاب میں پیش کی جارہی ہیں۔

۱۰۔ مندرجہ بالا باتیں کیڈٹ کالج حسن ابدال کی تعلیمی وتربیتی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ اسلئے اس کتاب کو ابدالینز سے منسوب کرتا ہوں۔ ہماری اصطلاح میں ABDALIANS سے مراد وہ تمام عزیز ہیں جو اس عظیم درسگاہ میں پڑھ چکے ہوں یا پڑھ رہے ہوں۔

یہ کتاب 1970ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اضافے کے بعد اس میں ہزار کے قریب سوگواروں کا ذکر ہے۔ ان میں سے کئی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں باقی میں سے اکثر اس وقت طالب علم تھے اور اب ملکوں ملکوں میں پھیلے ہوئے بڑے بڑے کام کر رہے ہیں۔ کتاب پڑھنے والے کو یہ تو علم ہو جائیگا کہ اُس وقت کون کیا تھا لیکن یہ تشنگی رہے گی کہ اب کیا ہے۔ ان کے موجودہ جاہ و منصب سے قطع نظر وہ میرے کرم فرما، احباب، رشتہ دار اور میرے عزیز ابدالین ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے۔

مکان نمبر سی۔اے۔ 241۔اے
سیونتھ روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن
راولپنڈی

منظور الحق صدیقی
یکم دسمبر 1999ء

Marfat.com

دیباچہ طبع اول

۶ اگست کی رات کو ۲ بج کر ۲۰ منٹ کے قریب پی آئی اے کا طیارہ (فوکر فرینڈ شپ اے پی، اے ایل ایم، ایف ۲۷، نائٹ کوچ، پرواز نمبر ۶۲۵) لاہور جاتے ہوئے راولپنڈی سے گیارہ میل کے فاصلے پر موضع روات میں پھٹ کر پاش پاش ہو گیا۔ اس کے عملے کے چار افراد اور چھبیس مسافروں میں سے کوئی نہ بچا۔

یہ حادثہ غیر معمولی نوعیت کا تھا۔ پی آئی اے کی تاریخ میں کوئی مسافر بردار جہاز اس طرح کھیل کھیل نہیں ہوا کہ اس کے پرزوں کے بھی پرخچے اڑ گئے ہوں اور تمام مسافروں کی تکہ بوٹی ہو گئی ہو۔ جاں بحق ہونے والوں کا سوگ قریب قریب قومی سطح پر منایا گیا۔ صدر پاکستان سے لیکر ایک عامی تک اندوہ گیں ہو گیا۔ یاد نہیں پڑتا کہ پہلے کبھی ایسا ہوا ہو۔ ۷ اگست کے روزنامہ جنگ راولپنڈی کے پہلے صفحے پر اس کے علاوہ کوئی خبر تھی نہ اشتہار۔ دوسرے روز بھی سات سات آٹھ آٹھ کالمی سرخیوں کیساتھ تمام اخبارات میں یہی خبر تھی۔ جنگ اخبار نے اداریہ لکھا۔ اس حادثے میں جاں بحق ہونے والوں میں میرا فرزند ارشد محمود بھی تھا۔ عمر بائیس سال سے کم۔ اسی چھوٹی سی عمر میں اس نے اپنی قابلیت اور کردار کی بلندی سے وہ مقام حاصل کر لیا تھا کہ بزرگوں جانے

Marfat.com

والوں نے اسے قومی نقصان قرار دیا۔ ان جاننے والوں میں چند وہ محترم ہستیاں بھی ہیں جن کی اصابت رائے کے لاکھوں پاکستانی اور غیر پاکستانی معترف ہیں۔

کیا بائیس برس کا ایک نوجوان اور وہ بھی آج کل کا، اپنے پیچھے قابل تقلید مثالیں چھوڑ سکتا ہے۔ ابتدائے اسلام کو چھوڑتے ہوئے میری نظر سے اتنی سی عمر والے نوجوان کی سوانح عمری نہیں گزری۔

اس تحریر میں ایک باپ اپنا غم غلط نہیں کر رہا۔ یہ دنیا میں اتنا انوکھا غم بھی نہیں کہ ایک کتاب لکھنے بیٹھ جاؤں۔ مدعا یہ ہے کہ شاید یہ موت زندگی کو سمجھنے اور سنوارنے میں کچھ مدد دے۔

مرحوم کی خوبیوں کا بیان قلم روک کر کیا گیا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ اسکی تعریفیں تو ہم اس کی زندگی میں کیا اور سنا کرتے تھے۔

تربیت اولاد ہر گھر کا مسئلہ ہے۔ شاید ان صفحات میں اس موضوع پر کچھ مفید اشارے مل جائیں۔ آج کے پاکستانی نوجوان کو اپنے بعض مسائل کا حل بھی اس میں مل جائیگا۔ اس رسالے میں آپ یہ بھی پائیں گے کہ میری قوم اب تک ہمدردی کے جذبات اور شاگرد داحترام استاد سے محروم نہیں۔

کتابچے کا بیشتر حصہ سینکڑوں خطوط میں سے چند خطوط سے اقتباسات اور ٹیپ ریکارڈ کی ہوئی تقاریر پر مشتمل ہے۔ ہزروں خواتین و حضرات تعزیت کے لئے آئے۔ کاش کہ میرے پاس کوئی ایسا آلہ ہوتا جوان کے احساسات و جذبات محفوظ کر لیتا۔

کیڈٹ کالج حسن ابدال منظور الحق صدیقی (یکم دسمبر ۱۹۷۰ء)

Marfat.com

تعارف

از

لیفٹیننٹ کرنل جے۔ ڈی۔ ایچ چیپمین

ایم بی ای۔ ایم۔ اے (آکسن)

پرنسپل کیڈٹ کالج۔ حسن ابدال

اس کتابچے میں سابق کیڈٹ ارشد محمود صدیقی کے حالات میں بہت کچھ ملے گا۔ لکھنے والوں کا میری نسبت اس سے دیرینہ اور گہرا رابطہ تھا۔ انہوں نے اس کے کردار اور قابلیت کی واضح اور ولولہ انگیز تصویر کشی کی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، مجھے اس کی طباع اور پر فراست چمک دمک، سنجیدہ اور مفکرانہ نظریہ حیات، عمل اور ذہانت، تمام نئے اور پسندیدہ خیالات کو اپنی گرفت میں لا کر ان میں سے بہترین کو اپنا لینے کی خواہش اور اس کی دور دور تک پھیلی ہوئی مگر منتخب دلچسپیاں بخوبی یاد ہیں۔ عملی میدان میں اس کی کامیابی غیر معمولی تھی اور یہ کارہائے عظیم کی بنیاد بن سکتی تھیں۔ اگر خدا کو منظور ہوتا تو ہم ارشد کی نت نئی کامرانیوں کی بابت بہت کچھ سنتے۔ (ترجمہ)

Marfat.com

ایک ازلی مسکراہٹ

(مقبول جہانگیر مدیر سیارہ ڈائجسٹ لاہور)

وہ ایک ازلی مسکراہٹ تھی۔ اب ابدی بن چکی ہے۔ مگر میرے نہاں خانہ دل میں اس مسکراہٹ کا حسن اور اس کا تصور لافانی ہے۔ تو وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اسے دوام حاصل ہے۔ بعض افراد دنیا میں آتے ہیں۔ وہ ہم ہی جیسے انسان ہوتے ہیں۔ گوشت پوشت کے بنے ہوئے؛ مگر پھر بھی وہ ہم سے الگ ہوتے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان ایک عجیب سا پردہ ہر وقت حائل رہتا ہے۔ کچھ ایسا احساس خود بخود ذہن پر حاوی ہو جاتا ہے۔ جیسے یہ خاص افراد ہم جیسے عام لوگوں میں اجنبی ہیں۔ کسی اور دنیا کے رہنے والے ہیں۔ ان کا تعلق کسی اور عالم سے ہے۔ یہ لوگ ہمارے لیے اللہ کا خاص انعام ہیں۔ یہی کیفیت میں نے ارشد کے بارے میں ہمیشہ محسوس کی۔ ایک خوشگوار رشک کی سی صورت۔ کاش میں بھی ایسا ہی ہوتا۔ مجھے اس خلیق نوجوان کی مسکراہٹ میں مسرتوں، انجانی خوشیوں، اعتماد اور خلوص کا بے پناہ خزینہ ملتا تھا۔ کبھی کبھی میں اس کے چچا شفاء اللہ صدیقی کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ارشد سے ملاقات ہوتی۔ وہ لاہور میں اپنے انہی شفیق چچا کے ہاں رہتا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کا چہرہ روشن ہو جاتا اور وہ ازلی مسکراہٹ جو اس کے لبوں پر ہمہ وقت بکھری رہتی، پھول برسانے لگتی۔

وہ نہایت کم گو تھا۔ یاد نہیں پڑتا میں نے کبھی اس کے منہ سے کوئی لایعنی جملہ یا

Marfat.com

فضول بات سنی ہو۔ وہ اس نئی نسل کا نمائندہ ہرگز نہیں تھا جو آج کل ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پرورش پا رہی ہے۔ میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ قدرت نے اس نوجوان کو خاص صلاحیتیں دے کر کسی خاص مقصد کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ چنانچہ میں جب بھی اس سے ملتا، ایک ناقابل بیان فخر و انبساط سے میرا سینہ بھر جاتا۔

حادثے سے چند روز قبل وہ میرے پاس دفتر میں آیا تھا اور دیر تک اپنی مسکراہٹیں بکھیرتا رہا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے ورنہ میں اسے جانے نہ دیتا۔ مگر جانے والے کہیں رکا کرتے ہیں۔ انہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ جس طرح آتے ہیں۔ اسی طرح چلے جاتے ہیں۔

سلام اس باپ پر جس کا ہونہار اور لائق بیٹا اس سے چھین لیا گیا، اس نے صبر کا وہ مظاہرہ کیا جو ایک مرد مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ جس کی امانت تھی اس نے واپس لے لی۔ اس کے کاموں میں ہمارا کیا دخل۔

سلام اس ماں پر جس کے لخت جگر کو موت کی سفاک زمین نگل گئی مگر اس نے آہ و بکا نہ کی، سلام ان بہنوں پر جن کا پیارا بھائی انہیں کبھی نظر نہ آئے گا اور سلام اس چچا پر جو بھتیجے کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اور اب میں اسے دیکھتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ کسی نے اس کی تمام مسرتیں چھین لی ہیں۔ وہ اب بھی ہنستا، بولتا ہے مگر جو جاننے والے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا دل اندر سے خون ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشد شہید کے درجات بلند فرمائے اور تمام سوگواروں کو حوصلہ اور ہمت عطا کرے کہ اس غم کو جو امانت الٰہی ہے، برداشت کریں۔

Marfat.com

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی ارشد

اکیس سال کی عمر میں وہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بی ایس سی مکینیکل کے آخری امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ آیا۔ تین مضامین میں امتیاز حاصل کیا اور دو گولڈ میڈل پائے۔

اس امتیاز پر اس کے اساتذہ کرام اور دوست، میرے احباب اور شاگرد سب کو خوشی ہوئی۔ کیڈٹ کالج حسن ابدال کو فخر تھا کہ اس کا ایک فارغ التحصیل یونیورسٹی میں اول آیا ہے۔ اس کے پرائمری کے اساتذہ کرام اس کامیابی کو اپنی سربلندی سمجھتے تھے۔ ہمارے خاندان (اولادِ زبدۃ الاولیا حضرت قاضی قوم الدین رہتکیؒ) کے تمام افراد بھی اپنے اپنے حلقہ احباب میں فخر سے سر اونچا کئے کہتے پھرے کہ ہمارا عزیز یونیورسٹی میں اول آیا ہے۔

اس کے بھائیوں اور بہنوں کی خوشی کا تو ٹھکانا ہی نہ تھا۔ اس کے والدین اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے پر حضور خداوندی میں سجدہ ریز ہوئے۔ لوگ مبارکی کے لئے آئے۔ بہت سے تار اور خطوط آئے۔ گھر کی ہر شے خوشی میں رقصاں نظر آرہی تھی۔ دو من لڈو تو صرف کیڈٹ کالج میں تقسیم کئے گئے۔

مبارکبادیوں اور خوشیوں کے اس ہجوم میں اس کی اپنی کیفیت کیا تھی؟

۱۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اس کے عزیز دوست غلام اکبر کا تار نوید مسرت لایا۔ پڑھ کر

Marfat.com

کہنے لگا۔ کسی نے مذاق نہ کیا ہو۔" اپنی محتاط طبیعت کے مظاہرے پر جن کا رنگ اڑتے دیکھا تو گویا ہوا "پرچے تو اچھے ہوئے تھے۔ میرا بھی یہی اندازہ تھا۔" اگلے روز اس خبر کی تصدیق ہوئی تو اس نے شکرانے کے دو نفل ادا کئے۔ یہ اس کی زندگی میں سب سے بڑی خوشی کا دن تھا مگر ہم نے دیکھا کہ وہ مارے خوشی کے آپے سے باہر نہیں ہوا اور نہ اس نے ہمیں خوشی میں مگن دیکھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی مطالبہ کیا۔ خوشی، غم اور غصہ یہی تین موقعے ہیں جب انسانی سیرت کی گہرائی اور ہر راز چہرے پر لکھا جاتا ہے۔

نتیجے کے بعد وہ صرف نو مہینے نو دن زندہ رہا۔ اس عرصے میں جو بھی ناواقف حال ملنے آیا ہم نے زبردستی اس کے کانوں میں یہ خوشخبری ڈالی۔ عزیز و اقارب پر اطلاعی خطوط کی بارش کر دی۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی نے کرید کر کے پوچھ ہی لیا ہو تو اور بات ہے اس بندۂ خدا نے خود کسی کو نہیں بتایا کہ میں اول آیا ہوں۔ اس کے انتقال کے بعد اس کی ڈائری دیکھی۔ اس امتیاز کے بارے میں اس میں ایک لفظ بھی نہیں۔ کسر نفسی اور بے ادعائی (MODESTY) کی مثالیں پڑھی تو بہت تھیں مگر یہ ایک اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ مرحوم کی نگاہ جس بلند مقام پر تھی ابھی اس کی پہلی سیڑھی ہی طے ہوئی تھی۔ کچھ ماحول کا اثر بھی تھا۔ اپنی شہرت سے حذر کرنا اس کا خاندانی وصف ہے۔ اس کی والدہ کے پردادا حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید (شہید جنگ آزادی ۱۸۵۷ء) کے برادر بزرگ ہادی ہریانہ حضرت شاہ محمد رمضان شہیدؒ (۱۸۲۵ء) نے وصیت فرمائی تھی کہ

Marfat.com

اپنی شہرت سے سدا کرنا حذر

یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ کیڈٹ کالج کے لئے (جس میں اس نے پانچ سال تعلیم پائی اور جس میں اس کا گھر تھا) اور اس کے خاندان کے لئے یہ امتیاز نیا نہ تھا۔ اس کالج کے کئی سابق طلبا یونیورسٹیوں میں اول آچکے ہیں۔ اس کے آباو اجداد میں سیدنا و جدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ تک کوئی ان پڑھ نہ تھا بلکہ اکثر اپنے اپنے عہد کے جید عالم تھے۔ ارشد سے اوپر کی سولہ پشتوں کی تحریریں اور دستخط تو بار بار کی تباہیوں کے باوجود اس کے گھر میں محفوظ ہیں۔ پھر اس سے دو سال پہلے ہی تو اس کی بہت ہی قریبی رشتے دار سعدیہ صدیقی بنت الحاج مولانا حکیم ابرار الحق بن طوطی ہند حضرت مولانا اسرار الحقؒ (جن کے ہاتھ پر پانچ سو غیر مسلم ایمان لائے تھے) کراچی یونیورسٹی کے ایم اے پولیٹیکل سائنس کے امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ آئیں تھی اور ارشد کی والدہ کے تایا خان بہادر پیر زادہ محمد حسین عارف بھی تو پنجاب یونیورسٹی کے اولین ایم اے فارسی (۱۸۸۳ء) اور فرسٹ کلاس فرسٹ تھے۔

علمی شغف

اگر بچوں کو بڑی عمر میں مدرسے بھیجا جائے تو وہ عموماً بد شوق ہو جاتے ہیں۔ مگر ہمیں پرائمری سکولوں کے ماحول سے کچھ حسن ظن نہ تھا۔ ارشد ہمارا دوسرا بچہ تھا اس لئے اس کی والدہ بخوبی گھر پر اسے پڑھا سکتی تھیں۔ اس کے بڑے

136936

Marfat.com

بھائی احمد منصور کو نماز یاد کرایا کرتی تھیں۔ میں اس سے ایک دن نماز سنتے بیٹھا۔ ارشد بیچ میں بول اٹھا۔ میں سناؤں اور اس نے فر فر نماز سنا کر ہمیں حیران کر دیا۔ اس وقت اس کی عمر تین سال تھی۔ انہی دنوں اس نے مولانا جامی کی نعت

" نسیما جانب بطحیٰ گزر کن "

یاد کر لی۔ اسی عمر میں اس نے قاعدے کا تقاضا کیا۔ چنانچہ اسے قاعدہ، تختی اور قلم دوات دلا دیں۔ بس کھلونے کے طور پر سال بھر تک کچھ ایسا ہوتا رہا۔ "ارشد محمود! تختی پہ یہ کیا کیڑے مکوڑے بنا رہے ہو؟" عربی کا قاعدہ پڑھنے سے وہ چار سال کی عمر میں ہی حروف کو جوڑ کر چھوٹے چھوٹے الفاظ بنانے کے قابل ہو گیا۔ ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی کہ جو کچھ ہمیں آتا ہے وہ سب اس کے دماغ میں جلد از جلد ٹھونس دیں۔ البتہ وہ اپنے شوق سے جو کچھ پوچھتا اس کی والدہ اس سے کبھی گریز نہ کرتیں اور اپنی ہر مصروفیت پر اس کے شوق تعلیم کو ترجیح دیتیں۔ چھ سال کی عمر میں اسے دس تک پہاڑے یاد ہو گئے۔ وہ جمع، تفریق اور دس تک کی ضرب کے سوال کر لیتا اور دوسری کی کتاب سے املا لکھ لیتا۔

ارشد سے مشورہ کر کے طے پایا کہ وہ بغیر داخل ہوئے چند ماہ دوسری جماعت میں بیٹھ جائے۔ سالانہ امتحان اور لڑکوں کے ساتھ دے۔ اگر کامیاب ہو جائے تو تیسری جماعت میں داخلہ لے لے۔

اس کی والدہ کی عادت تھی کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی تھیں مگر یہ برخوردار ان دنوں گیارہ گیارہ اور کبھی کبھی بارہ بجے تک اونگھتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ اس کی والدہ کی آنکھ کھلتی تو یہ پیش بندی کرتے " امی جان ہوم ٹاسک مکمل کر رہا تھا

نہیں، پڑھنا اچھا ہوتا ہے نا" اس طرح وہ ساڑھے چھ سال کی عمر میں تیسری جماعت میں داخل ہو گیا۔

دو سال بعد اس نے پرائمری کے وظیفے کا امتحان دیا۔ امتحان کیمبل پور میں تھا۔ وہاں جانے سے کچھ دیر پہلے خاموشی سے اپنی والدہ کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ باورچی خانے میں گئیں تو سامنے آکر کہنے لگا۔ امی جان آپ اتنا فکر کیوں کر رہی ہیں۔ کیمبل پور تک ہی تو جاؤں گا۔ بس آپ دعا کرتی رہیں۔ حالانکہ اس کی والدہ قطعی فکر مند نہیں تھیں۔

پرائمری کے امتحان میں وظیفہ لے کر گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہو گیا۔ وہاں دو سال تعلیم حاصل کر کے آٹھویں جماعت میں کیڈٹ کالج حسن ابدال میں داخل ہو گیا۔ یہاں وہ پانچ سال (۱۹۶۰ء۔ ۱۹۶۵ء) ہوسٹل میں رہا۔ تعلیم و تربیت کے اعتبار سے اس کالج کو یورپ کے بہترین پبلک سکولوں کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔ یہاں سے اس نے لاہور بورڈ کے دسویں اور بارہویں جماعت کے امتحانوں میں وظیفے لیے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں بھی وہ چار سال (۶۹۔ ۱۹۶۵ء) ہوسٹل میں رہا۔ یہاں سے امتیازی کامیابی حاصل کرنے کے بعد اس پر دھن سوار ہوئی کہ کسی ترقی یافتہ ملک میں اعلیٰ تعلیم پائے۔ اس کے لئے اس نے جرمن زبان سیکھنا شروع کی اور متعدد یونیورسٹیوں میں داخلے کی درخواستیں بھیجیں۔ یہی طلبِ علم تھی کہ وہ سڈنی یونیورسٹی کے ایک وظیفے کے سلسلے میں لاہور سے انٹرویو کے لئے آسٹریلین ہائی کمیشن میں اسلام آباد آیا اور واپسی میں جاں بحق ہو گیا۔

Marfat.com

کرم کتابی نہ تھا

امتحانوں میں اس کی نمایاں کامیابی کا راز یہ نہیں تھا کہ وہ امتحان کے قریب دن رات ایک کر دیا کرتا تھا۔ وہ پڑھائی پر مناسب وقت صرف کرتا مگر تمام سال جماعت میں جو کچھ پڑھتا اسے ہوسٹل میں آکر دہرالیا کرتا۔ آج کا کام کل پر نہ ٹالتا تھا۔ بلکہ کبھی کبھی کل کا کام بھی آج ہی کر لیا کرتا تھا۔ بڑی بات یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا تھا۔

غیر نصابی کتابوں میں اسے ناول اور افسانے سے رغبت نہ تھی۔ شاید اسے بیس شعر بھی یاد نہ تھے۔ اسے کوئی فلمی گانا یاد نہ تھا۔ قرآن اور دیگر مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا۔ اخبار ور سائل باقاعدگی سے پڑھتا۔ چوتھی جماعت میں تھا کہ عالمی یوم اطفال کے موقع پر اپنے مدرسے بہترین مقرر قرار دیا گیا۔ اس پر اس کا نام پہلی مرتبہ اخبارات میں شائع ہوا تو اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو گیا۔

بچپن میں نچلا بیٹھنا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ کیڈٹ کالج میں داخلے سے پہلے ہی اس کے بیس ناخنوں میں سے ایک بھی پیدائشی نہ تھا۔ سب ایک ایک کر کے ٹوٹ چکے تھے۔ کبھی دیوار سے گرتا تو کبھی کواڑ پر چڑھتا۔ چڑھتے اترتے میں دقت پیش آتی تو کسی آس پاس کھڑے ہوئے سے ہرگز مدد نہ مانگتا بلکہ "یا اللہ مدد" کہہ کر خود اپنی مشکل کشائی کر لیتا۔ بچوں کے کھیلوں میں کسی کی لیڈری تسلیم نہ کرتا اور اگر اسے مجبور کیا جاتا تو بڑی جلدی سے کہتا "میں خود لیڈر ہوں"۔

Marfat.com

کیڈٹ کالج میں پہلے ہی سال مکے بازی کے مقابلے میں حصہ لیااور اگلے سال اورنگ زیب ونگ (اس کے ہوسٹل کا نام) کی فٹ بال اور باسکٹ بال جونیر ٹیموں کا اہم کھلاڑی اور جونیئر ہاکی ٹیم کا کپتان تھا۔ بارہویں میں وہ اقبال ونگ میں تھا تو کالج میگزین کا ایڈیٹر بنا دیا گیا۔ کیرم اور ڈرافٹس کا اچھا کھلاڑی تھا۔ انٹر کیڈٹ کالجز سپورٹس ٹورنامنٹ میں شطرنج کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیااور پاکستان ائیر فورس کے کمانڈران چیف ائیر مارشل اصغر خان کے ہاتھوں انعام پایا۔ دوڑوں میں بھی حصہ لیتا تھا۔ انجینئرنگ یونیورسٹی میں تین سال لگاتار یہ اور اس کے دو ساتھی چار ٹنگی دوڑ میں اول آتے رہے۔ انجینئرنگ سوسائٹی کا نائب صدر بھی تھا۔ سکیٹنگ کا شوق تھا۔ اپنی وفات سے چار مہینے پہلے دریائے راوی میں خود کشتی چلا کر اپنی والدہ کو سیر کرائی۔ سیر و تفریح کا بھی معقول حد تک شوق تھا۔ محدود وسائل ہوتے ہوئے بھی کراچی سے سوات اور تورخم بلکہ اس سے بھی آگے کابل اور کابل سے اسی میل شمال میں سالنگ سرنگ (سطح بحر سے تیرہ ہزار فٹ بلند) تک گیا۔ مری کی برفباری میں برفانی انسان بنانے میں بڑی خوشی محسوس کرتا تھا۔

> " وہ ایک ذہین اور وجیہہ جوان تھے۔ انکی بیچین آنکھیں نہ جانے کس سفر پر جانے کے لیے بیتاب رہتی تھیں۔ وہ شطرنج کھیل رہے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا کہ مہرے ان کے اشاروں پر رقص کر رہے ہیں۔ کسے احساس تھا کہ ایک دن وہ خود ایک بے بس مہرے کی طرح فطرت کے ہاتھوں پٹ جائیں گے"

پنکو ما ۷۰ ۱۹ء انجینئرنگ یونیورسٹی میگزین

Marfat.com

اس میں کاہلی اور سستی نام کو نہ تھی۔ خط کا جواب فوراً دیتا۔ گھر میں کوئی چیز بے جگہ پڑی دیکھتا تو اسے خاموشی سے مناسب جگہ پر رکھ دیتا۔ جب بھی کچھ عرصے کے لئے گھر آتا تو تصویروں کا البم ضرور ٹھیک کرتا۔ پڑھنے بیٹھتا تو پہلے کپڑا لے کر تمام کمرے کو جھاڑتا پھر قرینے سے کتابیں رکھ کر پڑھنے بیٹھ جاتا۔ پڑھائی سے فارغ ہوا تو کسی چیز کو ٹھوکنے پیٹنے بیٹھ جاتا۔ کبھی کسی چیز پر روغن کرتا، کبھی مرغیوں کا ڈربا بناتا۔ ہر روز پودوں کو پانی دیا کرتا۔

ملازمت کے بعد بھی جوتوں پر پالش خود کرتا۔ اپنی قمیض اور بنیان خود دھو کر استری کرتا۔ دفتر ہمیشہ پیدل جاتا۔ اس کے سپرد کام کر کے ہم ہمیشہ بے فکر ہو جاتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس نے عدیم الفرصتی کا عذر کیا ہو۔

یونیورسٹی میں وہ مکینیکل انجنیرنگ کی ڈیزائن شاخ کا طالبعلم تھا۔ پروجیکٹ میں اس نے ہوور کرافٹ کا ڈیزائن بنایا۔ یہ ڈیزائن کتابی شکل میں میرے پاس ہے۔ اس کے دیباچے میں اس نے لکھا :

"میری یہ سب سے بڑی خواہش تھی کہ میں اصلی ہوور کرافٹ بناؤں"

اس ڈیزائن میں اس نے بریک لگانے کا ایک ایسا نیا اور آسان طریقہ تجویز کیا جو اس وقت تک کسی ہوور کرافٹ میں استعمال نہیں ہوا تھا۔ اس وقت وہ صرف تیس سال کا تھا۔

Marfat.com

آخری بارہ گھنٹے

۵ اگست کو اسلام آباد میں آسٹریلوی ہائی کمیشن میں انٹرویو سے فارغ ہو کر ارشد محمود پونے دو بجے حسن ابدال پہنچ گیا۔ اپنی بہن ربیعہ ثروت کے لیے کلائی کی گھڑی لایا، کیونکہ وہ دسویں جماعت کے بورڈ کے امتحان میں وظیفے کے نمبر لے کر کامیاب ہوئی تھی۔ چھوٹی بہنوں تابندہ اور عین البدر کے لئے کھلونا پستول اور نشانہ لگانے کے لیے لکڑی کی چڑیاں لایا۔ بہنیں باغ باغ تھیں کہ بھائی اپنی کمائی سے تحفے لایا ہے۔ باقی دن گھر میں ہنسی خوشی گزارا۔ اس کی والدہ کو علم ہوا کہ رات کے ہوائی جہاز سے لاہور جانے کا ٹکٹ ساتھ لایا ہے تو وہ فکر مند ہو گئیں، حالانکہ وہ پہلے بھی ہوائی سفر کر چکا تھا اور میں نے بھی چند بار راولپنڈی لاہور کے درمیان ہوائی سفر کئے تھے۔ پہلے انہیں کبھی بے چینی نہیں ہوئی تھی۔ اس روز ان کی چھٹی حس خطرے کا اشارہ کر چکی تھی۔

نماز مغرب کے بعد اس کی بہنوں نے اصرار کیا کہ تالاب پر جا کر تیرنا سیکھیں گے۔ وہ تیار ہو کر انہیں لے جانے لگا تو ان کی والدہ کو ہجوم وساوس نے گھیر لیا۔ نجانے تالاب میں بچہ ڈوب نہ جائے حالانکہ وہ تالاب میں گزشتہ تیرہ چودہ سال سے تیرتا رہا تھا۔ زبان سے تو کچھ نہ کہا۔ ہم دونوں بھی ساتھ ہو لیے۔ وہاں جا کر تالاب کو خشک پایا تو انہیں اطمینان ہوا۔

تالاب سے سیدھے اظہر علی بخاری شہید کے گھر گئے۔ وہاں سے

Marfat.com

رخصت ہوتے وقت اظہر کے نانا اور اپنے ماموں جان پیر زادہ مصباح الدین احمد (ریٹائرڈ ڈپی ای ایس) سے درخواست کر کے اپنے سر پر ہاتھ پھروایا۔ گھر آکر کھانا کھایا، عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا۔ ساڑھے دس بجے اسے جگایا۔ پندرہ منٹ میں تیار ہو کر وہ گھر سے چل پڑا۔ اس کی والدہ خدا حافظ کہنے باہر تک گئیں۔ گھر کے آگے ایک وسیع لان تھا۔ اس میں سے ہو کر جانے لگا تو اس کی والدہ نے کہا۔ "برسات کے موسم میں کیڑے کانٹے کا خطرہ ہوتا۔ اُدھر سے نہ جاؤ۔" وہ بلا تامل پلٹا اور بغلی راستے سے چلا گیا۔ اس کی والدہ کہتی ہیں کہ بار بار خیال آیا کہ ہوائی جہاز کے سفر سے روک دوں مگر زبان سل گئی۔ یہی سوچا کہ آئے دن بسوں کے حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ نوج دور پار اگر اسی کی بس کو حادثہ پیش آ گیا تو خدا کو کیا منہ دکھاؤں گی۔

چارپائی پر لیٹیں تو بے کلی رہی۔ کبھی موسم کی خرابی سے دل ڈوبنے لگتا، کبھی خیال آتا کہ اڈے تک جاتے ہوئے کوئی اسے لوٹ نہ لے اور زخمی کر کے چلتا بنے۔ رات کو ڈھائی بجے کے قریب سوتے سوتے انہوں نے محسوس کیا کہ کسی نے جھنجوڑ کر اٹھا دیا ہے۔ وہ کرب کے عالم میں اٹھ کر فرش پر کھڑی ہو گئیں اور کچھ دیر ادھر ادھر ٹہلتی رہیں۔ دوسرے کمرے میں گئیں اور پھر آ کر لیٹ گئیں۔ یہ وہی وقت تھا اس سے دس پندرہ منٹ بعد کا جب ارشد کو لے جانے والا جہاز پھٹ کر پاش پاش ہوا تھا۔

Marfat.com

بد خبری اور تدفین

ہم نے صبح پونے سات بجے ریڈیو پاکستان سے اردو میں خبریں سنیں اور اطمینان کا سانس لیا کہ کسی حادثے کی خبر نہیں۔ صبح آٹھ بج کر پینتیس (۳۵) منٹ پر پی آئی اے راولپنڈی نے ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ جہاز کو حادثہ پیش آگیا ہے اور سب مسافر ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ خبر اس کی بہن ربیعہ ثروت نے سنی اور آ کر اپنی والدہ کو سنائی۔ مجھے ان سے یہ پوچھنے کی کبھی جرات نہیں ہوئی کہ یوں اچانک متاع زندگی لٹ جانے کی خبر سُن کر ان کی کیا حالت ہوئی تھی۔

میں سودا سلف لینے بازار گیا ہوا تھا۔ اظہر شہید کے بھائی ظفر علی بخاری نے وہیں جا کر مجھے یہ خبر سنائی۔ مجھ پر خدا کی رحمت ہے کہ خبر جتنی وحشت ناک ہو گی اتنا ہی زیادہ میرا ذہن پر سکون اور مستعد ہو جاتا ہے۔ خبر سنتے ہی گھر کی طرف تیزی سے قدم بڑھے۔ دس قدم بھی نہ چلا ہوں گا کہ خیال آیا " ان اللہ مع الصابرین "کو آزمانے کا اس سے نادر موقع ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ خدا صابروں کے ساتھ کس طرح ہوتا ہے۔ میں، میری اہلیہ، بہن ربیعہ ثروت اور اظہر شہید کے والدین گیارہ بجے جائے حادثہ پر پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ جہاز کے پرزے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ بلکہ پرزوں کے پرنچے اڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے انسانی اعضاء سمیٹ کر ہسپتال پہنچا دیئے گئے تھے، مگر کہیں کہیں اِنسانی گوشت کی بوٹیاں اور خون نظر آرہا تھا۔ اس سے بچتے بچاتے ہم خدا کی بے نیازی کا نظارہ کرتے پھرے اور اس تلاش میں

Marfat.com

جائے حادثہ پر ارشد کے والدین، بہن اور بیگم بخاری

Marfat.com

رہے کہ مرحوم کی کوئی نشانی مل جائے۔ ایک گھنٹے کے بعد اس کے پاؤں کا ایک جوتا دکھائی دیا۔ جس کے آٹھ انچ ٹانکے ادھڑے ہوئے تھے۔ ربیعہ ثروت نے اسے اٹھایا اور اس کی بخوبی شناخت ہو گئی۔ اس کے ہاتھ سے اس کی والدہ اور ان سے بیگم بخاری نے لیا ہی تھا کہ ٹیلیویژن کیمرے نے فلم بنالی اور ایک پریس فوٹو گرافر نے تصویر کھینچ لی۔ اس میں دائیں طرف مرحوم کی والدہ کھڑی ہیں اور بائیں طرف شاید وہی مقام ہے جہاں کچھ دیر پہلے ہمارے لخت جگر کے جسم کے اعضاء پڑے ہو۔ ئے تھے۔ یہ تصویر ٹیلیویژن پر دکھائی گئی اور ۷ اگست کے اخبارات میں شائع ہوئی۔ بعد میں مجھے یہ تصویر دیتے وقت روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے ایڈیٹر ہدایت اختر صاحب نے میرے احتجاج کے باوجود اس کی پشت پر یہ شعر لکھدیا۔

اس کی بربادی کا اندازہ اسی سے پوچھیے
لُٹ رہا ہو جس کا گھر اپنی نظر کے سامنے

اپنے جلیل القدر فرزند کے مقتل سے ہم سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال مری روڈ پہنچے سب کو پیچھے چھوڑ کر ہسپتال کے ایک ملازم کے ساتھ میں اس کمرے میں گیا جس میں لاشیں رکھی تھیں۔ نامکمل لاشوں اور اعضائے انسانی کے تین انبار لگے ہوئے تھے۔ سات منٹ تک اپنے لخت جگر کے ٹکڑوں کی شناخت کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ میرے ساتھ ہسپتال کا جو ملازم اندر گیا تھا یہ منظر برداشت نہ کر سکا اور باہر نکل آیا ۔ اب ان اعضائے جسمانی کے ساتھ میں تنہا اندر تھا۔ نہیں! میرا خدا بھی ساتھ تھا۔ سات منٹ کے اس عرصے کی

Marfat.com

روداد بیان کرنے کا ڈھنگ جانتا ہوں۔ مگر اسے پڑھ کر قارئین گرامی مکدر ہوں گے، جو مجھے گوارا نہیں۔ بس اللہ کے حضور یہی عاجزانہ التجا ہے کہ کسی باپ کو یہ وقت نہ دکھائے۔

کمرے سے باہر نکلا تو سینکڑوں رشتے داروں اور احباب کو کھڑے پایا۔ کچھ دور چلا تو پی آئی اے کے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر ائیر کموڈور سعید اللہ خان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں ارشد کا علم ہوا تو آبدیدہ ہو گئے۔ بعد میں جب تعزیت کے لئے حسن ابدال گھر آئے تو انہی کی زبانی علم ہوا کہ ائیر کموڈور موصوف ان لاکھوں پاکستانیوں میں سے ایک ہیں جن کے اجداد صدیوں پہلے راقم الحروف کے اجداد کے ہاتھ پر ہندو سے مسلمان ہوئے تھے۔

یہاں سے ہمیں سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی کے میڈکل سپرنٹنڈنٹ کرنل خضر حیات خان اپنے گھر لے گئے جہاں ہم نے ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا زہر مار کیا اور پھر رات کے وقت حسن ابدال پہنچ گئے۔

ارشد کا بڑا بھائی احمد منصور حبیب بنک کے کمپیوٹر ڈویژن میں کام کرتا تھا۔ وہ کراچی سے پی آئی اے کی نائٹ کوچ سے راولپنڈی اور وہاں سے بس کے ذریعے حسن ابدال پہنچ گیا۔ کس قدر دلیر اور حقیقت پسند ہے۔ صرف ۲۰ گھنٹے پہلے ہی تو اس کا چھوٹا بھائی ارشد اسی فوکر فرینڈشپ کے ایک جہاز سے عالم بالا و سدھارا تھا۔ ارشد کے چھوٹے بھائی احمد رضا کو اسی روز شام کو اس حادثہ کا پشاور میں علم ہو گیا تھا۔ اگلے روز اس کا انجینئرنگ سال دوم کے سالانہ امتحان کا ایک پرچہ تھا۔ پشاور یونیورسٹی کے ہوسٹل نمبر ۹ کے کمرہ نمبر ۸۰-اے میں اکیلے

Marfat.com

تن تنہا وہ رات اس نے کس طرح گزاری ہو گی !اگلے روز پرچے کے بعد وہ حسن ابدال آ گیا۔احمد منصور اور احمد رضا نے جس پامردی سے اس کوہ غم کو سہا میں بھی اس سے مرعوب ہو گیا۔ ان دونوں کی آنکھوں میں میں نے آنسو

> منصور جب یہاں سے گئے تھے بالکل خاموش تھے۔انہوں نے بھی جس صبر اور استقلال کا مظاہرہ کیا میں اس کی داد دیتا ہوں۔
>
> مقصود حسن صدیقی۔کراچی

نہیں دیکھے ، تنہائی میں انہوں نے جو دریا بہائے ہوں گے ان کا میں بخوبی اندازہ کر سکتا ہوں۔ ۷ اگست کو گھر کے سامنے پلاٹ میں شامیانے لگا دیئے گئے تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ سارا ہی حسن ابدال ٹوٹ پڑا۔ باہر سے بکثرت احباب اور رشتے دار آئے۔ ساڑھے پانچ بجے پی آئی اے کی گاڑی میں وہ تابوت لیکر حسن ابدال پہنچے ، جس میں ارشد یا ارشد ہی جیسے کسی ماں کے لعل کی لاش کے ٹکڑے تھے۔کیڈٹ کالج حسن ابدال کے اوول (بیضوی میدان) میں پیرزادہ کبیر الدین احمد صدیقی نے نماز جنازہ پڑھائی اور مغرب سے پہلے ہم اپنی تمناؤں کو کالج کے سامنے قبرستان میں اظہر شہید کے دادا جان سید احمد علی بخاری مرحوم ایسے ولی اللہ کے دائیں پہلو میں دفن کر کے گھر آ گئے۔

Marfat.com

شہدائے روات کے لواحقین کا اجتماع

اپنے گھر کی حالت دیکھ کر رہ رہ کر خیال آیا کہ حادثے میں جان بحق ہونے والے ۲۹ اور ہیں۔ شاید میرے جانے سے ان کے لواحقین کا غم کچھ ہلکا ہو جائے۔ چنانچہ میں ۱۰ اگست کو راولپنڈی اور ۲۲ اگست کو پشاور گیا اور گھر گھر جا کر تعزیت کی۔ ۱۱ اگست کے اخبارات میں جلسہ کا اعلان کرا دیا۔ ۱۶ اگست کو میاں محمد ابراہیم کی کوٹھی واقع ۱۳۱۱ اصغر مال سکیم راولپنڈی میں جلسہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۶۱ تھی۔ جلسہ تین گھنٹے تک رہا اور تمام کاروائی ٹیپ ریکارڈ کی گئی۔ آغاز ریڈیو پاکستان کے قاری غازی اللہ صاحب نے کیا۔ آپ نے سورہ بقر کی ۱۵۳ سے شروع کر کے صرف پانچ آیات کی تلاوت کی، یہی تلاوت حاصل جلسہ تھی، بعد میں، میں نے سینکڑوں دفعہ سنا اور سینکڑوں کو سنایا۔ اس کے ایک ایک لفظ پر غور کیا جائے تو کوئی مصیبت مصیبت نہیں رہتی اور اگر صبر کیا جائے تو رحمت بن جاتی ہے۔ تلاوت کے بعد میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس جلسے کی غرض وغایت بیان کی۔

افتتاحی تقریر

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سامعین گرامی! میں صمیم قلب سے آپ کا ممنون ہوں کہ میری

Marfat.com

دعوت پر آپ یہاں جمع ہوئے اور ایسے حالات میں کہ گھر میں سینکڑوں رشتے دار جمع ہوں اور تعزیت کو آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہو۔

حضرات میں معذرت خواہ ہوں کہ تمام شہداء کے لواحقین کو فرداً فرداً دعوت نامہ نہ بھیج سکا۔ کوشش کے باوجود سب کے پتے نہ مل سکے تو اے پی پی سے اخبارات میں اعلان کروایا۔ ڈان، پاکستان ٹائمز اور نیوٹائمز نے وقت کے سوائے باقی بیان شائع کیا۔ چند اردو اخبارات نے بھی اس بیان کا کچھ حصہ شائع کیا مگر اس طرح کہ بے معنی ہو کر رہ گیا۔ مثلاً ایک اخبار نے میرے انجینئر فرزند کو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر راولپنڈی اور میرا نام منظر الحق صدیقی لکھا اور جس مکان پر یہ اجتماع ہو رہا ہے اس کا پورا پتہ نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی شہدائے رواں کے لواحقین اس اجتماع میں شرکت نہ کر سکے۔ لہٰذا اس اجتماع کو اس سلسلے کا پہلا اجتماع سمجھنا چاہیے۔

دل فگار سامعین! پی آئی اے نائٹ کوچ کا حادثہ روات اس قدر المناک تھا کہ تمام ملک کلیجہ تھام کر رہ گیا۔ ہم میں سے ہر ایک کو تعزیت کے ہزاروں تار اور خطوط موصول ہوئے۔ ہزارہا عزیز و اقارب، دوست احباب اور واقف ناواقف تعزیت کے لئے آئے اور جو کروڑوں ہم وطن ہم تک نہ پہنچ سکے ان کے ہمدردانہ جذبات روحانی طور پر ہم نے محسوس کئے۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ تمام مُلک ہمارا شریک غم ہے۔ یہ قومی غم کسی ایک شہید روات کے لئے نہیں۔ سب کے لیے مشترکہ ہے۔ اس لیے میں نے محسوس کیا کہ ہمیں بھی مل کر قوم کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ یہ پہلی وجہ ہے کہ آپ کو یہاں تشریف لانے کی زحمت دی گئی۔

Marfat.com

صحافی برادری بھی پوری قوم کی طرح اس واقعہ پر تڑپ اٹھی اور اس نے اس حادثے کو وہ اہمیت دی جس کا یہ مستحق ہے۔ ہمیں اخبارات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ ان کی ہمدردی کو دیکھتے ہوئے ان سے ایک مزید عنایت کی گزارش کروں گا۔ ۳۰ خاندانوں کے ہزارہا افراد کے لطیف جذبات اور پی آئی اے کی ساکھ کی خاطر صرف درست باتیں ہی شائع کی جائیں۔ اب تک درجنوں ایسی باتیں شائع ہو چکی ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ ایک اخبار میں مسٹر ایس یو درانی مینجنگ ڈائریکٹر، پی آئی اے کے ایک بیان کی سُرخی ہے۔ "میں حادثے کی پوری ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔" اور نیچے ان کی وہ تصویر جڑی ہوئی ہے۔ جس میں وہ کسی اور موقع پر کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں۔ اس سے جو مجموعی تاثر ہوتا ہے۔ وہ مسٹر درانی کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ایک اور مثال کراچی کے ایک انگریزی روزنامے کی ہے۔ اس میں میری اہلیہ کی وہ تصویر شائع ہوئی، جو جانے حادثہ پر لی گئی تھی اس تصویر کے نیچے لکھا۔ "ایک دل فگار بیوہ گریہ کناں ہے۔"

مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اخبارات کے قارئین کو ابھی تک کما حقہ علم نہ ہو سکا کہ اس حادثے سے قوم کس کس جوہر قابل سے محروم ہو گئی ہے۔ جاں بحق ہونیوالے ملک و ملت کی کیا کیا خدمت کر رہے تھے۔ اور وہ کن کن صلاحیتوں کے حامل تھے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کچھ دیر بعد میں تجویز پیش کروں گا کہ ایک کتابچہ مرتب کیا جائے جس میں مرحومین کے حالات زندگی اور اس واقعے سے متعلق امور شامل ہوں، یہ دوسری وجہ ہے آپ کو زحمت دینے کی۔ تیسری وجہ جو سب سے اہم ہے یہ ہے کہ اس حادثے کے بارے میں پی آئی اے نے اب

Marfat.com

تک جو کچھ کیا ہے اور حکومت جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کا جائزہ لیا جائے۔ ہم جانتے ہیں کہ کئی سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیاں چھان بین میں لگی ہوئی ہیں اور ان کے لئے صحیح نتیجے پر پہنچنا ناممکن نہ ہوگا۔ اس بارے میں فیصلہ تو تبادلہ خیالات کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ فی الحال میں اتنا کہوں گا کہ ہم کسی کی نیت پر پیشگی شبہ کرنا احکام خداوندی کے خلاف سمجھتے ہیں اور انشاء اللہ رنج والم یا جھنجھلاہٹ میں ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور شرمسار ہوں، یا تحقیقات میں الجھن پڑے۔ بے شک پی آئی اے ایک قومی ادارہ ہے۔ اس حادثے سے اس کی ساکھ پر کچھ نہ کچھ اثر پڑا۔ دُنیا میں کون سی فضائی کمپنی ہے جس کے کسی نہ کسی طیارے کو حادثہ نہ پیش آیا ہو۔ پی آئی اے اپنی حُسن کارکردگی سے یہ ساکھ چند دن یا چند ماہ میں بحال کر لے گی۔ لہذا ایک عارضی مالی نقصان کے سوا اس کا کچھ نہ بگڑا، مگر ۳۰ گھروں کے جو چراغ بجھ گئے ہیں وہ کسی بھی حسن کارکردگی سے روشن نہ ہو سکیں گے، اصل نقصان ہمارا ہے، اور یہ نقصان مادیت سے بالاتر ان لطیف احساسات اور اس بے لوث محبت کا ہے، جو بھائی بہن، باپ، بیٹے، شوہر، بیوی میں ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا کو ہیروں سے تولنے کے تصور کو بھی کوئی پاکستانی برداشت نہیں کر سکتا۔ جب اس حادثے کے اصل متاثرین ہم ہیں تو اس انکوائری کا کیا مطلب ہوا، جس میں ہم شامل نہ ہوں؟ ہمارا اطمینان بھی کوئی معنی رکھتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم میں کوئی ایسا ماہر نہ ہوگا جیسے گورنمنٹ کے پاس ہیں۔ لیکن مبصر کی حیثیت سے ہمارا ایک نمائندہ ضرور شریک تحقیقات ہونا چاہیئے۔ اس کا کام صرف دیکھتے رہنا ہوگا۔ یہ اپنی رائے نہ دیگا۔ پی آئی اے کی کارکردگی کوئی

Marfat.com

ایسی چیز نہیں جسے قومی راز کہا جا سکے۔ اس لئے ہمارے مطالبے پر حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ جذباتی مطالبہ نہیں۔ یہ اُس شخص کی آواز ہے جس کے پائے ثبات میں گزشتہ دس دنوں میں بحمد اللہ ایک لمحے کے لئے بھی لغزش نہیں آئی۔

آخیر میں اہل دل سے کچھ دل کی باتیں ہو جائیں۔ اس غیر معمولی حادثہ میں شہداء کا سوگ بھی غیر معمولی منایا گیا۔ مجھ سمیت پاکستان بھر میں کتنے لوگ ہیں جو طبعی موت سے جب اپنے وقت پر مریں گے تو پوری قوم ان کا سوگ منائے گی۔ یہ امتیاز شہدائے روات ہی کو حاصل ہے۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ اس حادثے میں اللہ کو پیارے ہونے والے سب مُسلمان تھے۔ غیر طبعی موت کے باعث انہیں شہادت کا درجہ ضرور ملا۔ خدا کرے آپ کی بھی یہی خواہش ہو کہ روات میں جائے حادثہ پر ایک یادگار تعمیر کی جائے۔ اس کی تفاصیل میں بعد میں پیش کروں گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

باقی کاروائی

افتتاحی تقریر کے بعد متعلقین نے مرحومین سے تعارف کرایا اور پھر اس حادثے پر بحث ہوئی۔ بحث میں حصہ لینے والے سب باشعور تعلیم یافتہ اور باخبر حضرات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں اپنے اپنے ذرائع سے حادثے کی تفاصیل اور امکانی وجوہات کا علم ہو چکا تھا۔ بحث سُن کر میں نے درخواست کی

Marfat.com

" یہاں جو باتیں ہوئی ہیں وہ باہر نہیں جانی چاہئیں۔ میں پریس والوں سے بھی درخواست کروں گا کہ ہماری قراردادوں کے علاوہ اور کچھ نہ شائع کیا جائے۔ حاضرین بھی پریس کو کوئی بیان نہ دیں۔ یہ اختیار صرف مجلس عمل کو ہو گا۔"

میاں محمد ابراہیم، راجہ محمد اسلم کیانی اور فہیم الدین صدیقی پر مشتمل ایک مجلس عمل کی تشکیل دی گئی اور چار قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک میں قوم کا شکریہ ادا کیا گیا۔ دوسری میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ہمارا ایک نمائندہ تحقیقاتی کمیٹی میں لیا جائے، تیسری میں جائے حادثہ پر یادگار قائم کرنے کا مجلس عمل کو اختیار دیا اور آخری میں شہدا کے حالات اور حادثے کے بارے میں ایک کتاب لکھنے کا کام راقم الحروف کے سپرد کیا گیا۔ اس کے لئے میں مناسب وقت کا منتظر ہوں۔

Marfat.com

ملازمت

بی ایس سی انجینئرنگ کرنے کے بعد اس نے اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر جانے کے منصوبے بنائے۔ وظیفہ جلدی سے جلدی اگلے سال ہی مل سکتا تھا۔ ناچار عارضی ملازمت کی تلاش ہوئی۔ ہمارے کہنے پر اس نے واہ آرڈیننس فیکٹری میں ملازمت کے لیے درخواست دی۔ جلد ہی" کلاس ون " منصب کی پیشکش آ گئی۔ ہم خوش تھے کہ گھر کے گھر وہ اچھی ملازمت سے آغاز کر رہا ہے۔ گھر سے صرف چار میل دور۔ پھر وہاں بڑی سہولتیں ملتی ہیں اور حرام روزی کا موقع یا کشش بھی نہیں۔ یہ پیشکش آئی تو کہنے لگا" سرکاری ملازمت میں مشین بنانے اور چلانے والا خود مشین بن کر رہ جاتا ہے اور پھر یہاں ترقی کی معراج یہ ہے کہ پندرہ بیس سال میں سپرنٹنڈنٹ بن جاؤں۔ یہاں پانچ سال کا بونڈ بھی بھرنا پڑتا ہے۔ اتنے عرصے میں نہ جانے میں کہاں سے کہاں پہنچوں۔ کیوں نہ میں کسی پرائیویٹ فرم میں عملی تجربہ حاصل کر کے اپنا کام شروع کر دوں"

دو ماہ بعد اس نے پاکستان کی ایک بڑی ہی کامیاب فرم میں کراچی میں کام شروع کر دیا۔ پہلی تنخواہ ملی تو سب تنخواہ اپنی بہنوں، خالہ، چچا، ماموں زاد بہنوں میں تقسیم کر دی۔ حسن ابدال آیا تو کچھ اپنے منک (ہاسٹل) کے بیرے فضل داد کو دیا۔ رکھ رکھاؤ کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حسن ابدال آتا تو کالج کے گیٹ کیپر کو کچھ نہ کچھ ضرور دے کر جاتا۔ وفات سے تین دن پہلے ایک یتیم

Marfat.com

بچی کے کالج میں داخلے کے لئے پانچ روپے اپنی اور پچیس روپے اپنے چچا کی طرف سے دے آیا۔ اپنی بیوہ نانی اماں کا پچیس روپے ماہانہ باندھا ہوا تھا۔ کراچی میں خالہ زاد بہن کے ذمے اس کے پچاس روپے تھے۔ اُسے لکھا کہ یہ رقم مجھے نہ بھیجی جائے بلکہ ستمبر اور اکتوبر کے حساب میں نانی اماں کو دے دو۔ ان سے کہا ہوا تھا کہ اگر میں چند سال ملازمت کے لئے سعودی عرب گیا تو آپ کو ساتھ لے جاؤں گا۔ اور حج بھی کراؤں گا۔ نتیجہ نکلا تو اپنی والدہ کی پرائمری کی ایک ہم جماعت اور سہیلی کے لیے مٹھائی لے کر گیا۔

> " پیاری سہیلی! یہ میری زندگی کا سب سے المناک واقعہ ہے۔ اتنا قابل، ایسا ذہین اور پھر ایسی سادہ طبیعت اور لبوں پر ہر وقت کھیلنے والی دائمی مسکراہٹ۔ میں سوچتی ہوں کہ اس کا ہم میں کیا کام تھا۔ وہ تو فرشتہ تھا اور اس کا صحیح مقام بہشت بریں ہی تھا.... جب انجینئرنگ میں پاس ہوا تو میرے پاس مٹھائی لیکر آیا۔ آج تک کوئی بھی اپنے پاس ہونے کی مٹھائی لیکر میرے پاس نہیں آیا تھا۔ اور یہ بات میں فخریہ سب کو بتاتی ہوں۔"
>
> (فرحت سید رضی الدین حیدر از لاہور بنام والدہ ارشد)

Marfat.com

تحمل اور خود اعتمادی

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ارشد گڈلیوں چلا کرتا تھا۔ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی بچہ یا بڑا کھلونا چھین لیتا تو یہ اسے گھور کر دیکھتا اور دوسرے کھیل میں لگ جاتا۔ دوسرا تیسرا کھلونا چھن جانے پر بھی اس کا ردعمل یہی ہوتا۔ ابھی پورے پانچ سال کا نہیں ہوا تھا کہ تعطیلات گرما میں ہم نے کہیں جانے کا پروگرام بنایا۔ مذاق مذاق میں اس کی والدہ نے کہا "گھر اکیلا کس طرح چھوڑیں، ارشد محمود کو یہیں چھوڑ جائیں گے۔ یہ گھر کی دیکھ بھال رکھیں گے۔ وہ غور سے سنتا رہا اور جب میں نے بھی تائید کر دی تو مجبوراً کہنے لگا "اچھا سارے دروازے بند کر جانا اور میرے لیے دودھ کی دیگچی، لوٹا اور جانماز باہر نکال جانا۔"

کم سخن مگر خوش طبع

وہ بولتا کم تھا اور سنتا زیادہ۔ عام محفل میں بیٹھا باتیں سنتا رہتا۔ اگر کبھی اسے بحث میں الجھانے کی کوشش کی جاتی تو ایک دلآویز مسکراہٹ چہرے پر بکھیرتے ہوئے ایک دو جچے تلے جملے کہہ کر پہلو تہی کر جاتا۔ کبھی لایعنی بحثوں میں نہ الجھتا۔ غیبت، خودستائی، تخریبی تنقید اور ہی ہی ہا ہا سے اجتناب کرتا۔

Marfat.com

یہ بات نہیں کہ اس کے پاس کرنے کی باتیں نہ تھیں یا اظہار خیال پر قدرت نہ رکھتا تھا۔ معقول مجالس میں جب وہ باتیں کرتا تو بڑے بڑے اس کی اصابت رائے اور خود اعتمادی سے متاثر ہو جاتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

کم سخنی، چڑچڑاپن یا تنہائی پسندی، خود پسندی یا احساس کمتری کا باعث ہو جاتی ہے۔ یا کم از کم خوش مذاقی کی ضد ہے۔ اجتماع ضدین کی یہ ایک خوشگوار مثال ہے کہ وہ کم گو بھی تھا اور خوش طبع بھی۔ ایک لطیف سا تبسم ہر وقت اس کے چہرے پر رقصاں رہتا۔ اس کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش اور باتوں میں مٹھاس تھی چند جملوں میں وہ اپنے مخاطب کو متاثر کر دیتا تھا۔ گوجرانوالہ کے دو صنعت کار تعزیت کے لیے حسنؑ ابدال آئے۔ ایک صاحب نے اپنا نام کرم الٰہی بتایا اور کہنے لگے ہماری فرم کا شاہنواز لمیٹڈ سے کاروباری تعلق رہتا ہے۔ ایک روز ارشد محمود بھی کاروباری سلسلے میں ہمارے ہاں آئے تھے۔ ہم ان کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ ان کی تصویر اخبار میں دیکھی تو رہا نہیں گیا اور تعزیت کے لئے چل پڑے۔

اس کا بڑا بھائی احمد منصور دسویں میں کامیاب ہوا (۱۹۶۲ء)۔ ہماری خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے۔ احمد منصور نے کہا "ڈاکٹری بھی کوئی پیشہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر بن جاؤ تو ساری عمر ڈاکٹر رہو۔" ایک طرف سے اس سے دو سال چھوٹے ارشد کی آواز آئی "ہاں جیسے ایک دفعہ صدر بن جائے تو ساری عمر صدر رہے۔" ان دونوں بھائیوں کی شائستہ خوش طبعی کا ایک مکالمہ ملاحظہ ہو:

Marfat.com

احمد منصور: ارشد محمود۔ یہ ریکٹ کیل سے ٹانگ دیں

ارشد محمود: مہربانی کر کے یا ویسے ہی۔

احمد منصور: جیسا مناسب سمجھیں

دیکھا کس شائستگی سے بڑے بھائی کی چوک پر ٹوکا۔

- "اس کا حسین ہشاش بشاش چہرہ میرے سامنے آجاتا ہے۔"

ڈاکٹر سید مظفر علی بخاری، ملتان

- "عزیز مرحوم کا مسکراتا چہرہ آج بھی میرے سامنے ہے۔"

چودھری نور محمد۔ پٹیالہ سٹیشنری ہاؤس لاہور

- "ان کی شخصیت اتنی پرکشش تھی کہ ہر ایک کو اپنا گرویدہ کر لیتے تھے۔ خاندان کے علاوہ ملک و قوم کو بھی اس کے سدھارنے سے عظیم نقصان ہوا ہے"

عطاء الرحمن۔ چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز۔ لاہور

- "بہت ہونہار بیٹا تھا۔ جب ہم آپ کے ہاں آئے تھے تو جس اخلاق سے وہ ہمیں ملا تھا ہم کبھی نہیں بھلا سکتے۔ میری بیوی آپ کے بیٹے کی خبر پڑھ کر اوسان کھو بیٹھی"

ڈاکٹر سلطان احمد چیمہ، ستارہ خدمت۔ ڈسکہ

Marfat.com

ملنسار مگر دیر آمیز

خاموش طبعی اور ملنساری کی دو متضاد صفات بیک وقت ارشد میں موجود تھیں۔وہ دوستوں اور رشتے داروں سے ملنے ان کے گھر جاتا۔ بلکہ میرے دوستوں اور اپنی والدہ کی سہیلیوں کے ہاں بھی جاتا اور جہاں بھی جاتا اچھا تاثر چھوڑ کر آتا۔ غریب رشتہ داروں سے ملتا تو ان کے سامنے بچھ جاتا، بزرگوں سے دعائیں لینے ضرور جاتا۔ ملنسار ہونے کے باوجود اس کے گرد دوستوں کا جمگھٹا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ہر چھوٹے بڑے سے خوش اخلاقی سے ملتا مگر دوست خوب چھان پھٹک کر بناتا۔اس کے دوستوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو فرسٹ ڈویژن میں پاس نہ ہوا ہو۔اس کا ایک دوست سید اظہر علی بخاری تھا۔ تیسری سے چھٹی تک ہم جماعت رہے، جماعت میں اول دوم رہا کرتے تھے۔ جب چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے تو ایک جمعہ کی نماز پڑھ کر کیڈٹ کالج کے ہال سے باہر نکلے۔ارشد کے دونوں بھائی احمد منصور اور احمد رضا اور اظہر کے بھائی ظفر علی تھے۔ سیکنڈ ائیر کے ایک لڑکے نے ان پانچوں کو کھڑا کر کے انکی تصویر کھینچ لی۔ پانچوں میں سے صرف ارشد اور اظہر کے ہاتھ میں پھولوں کی ایک ایک ڈالی ہے۔ اس وقت اس تصویر کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ دونوں دنیا میں پھول کی طرح مہک کر اپنی خوشبو پھیلائیں گے اور جلد ہی مرجھا جائیں گے۔ فلائنگ آفیسر سید اظہر علی بخاری (تمغہ جنگ، ستارہ حرب) پاکستان فضائیہ کے اس سامان بردار

Marfat.com

طیارے (سی۔١٣٠) کا معاون ہوا باز تھا۔ جو ٢٧ فروری ١٩٧٠ء کو مانسہرہ سے ٤٨ میل شمال مغرب میں پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔

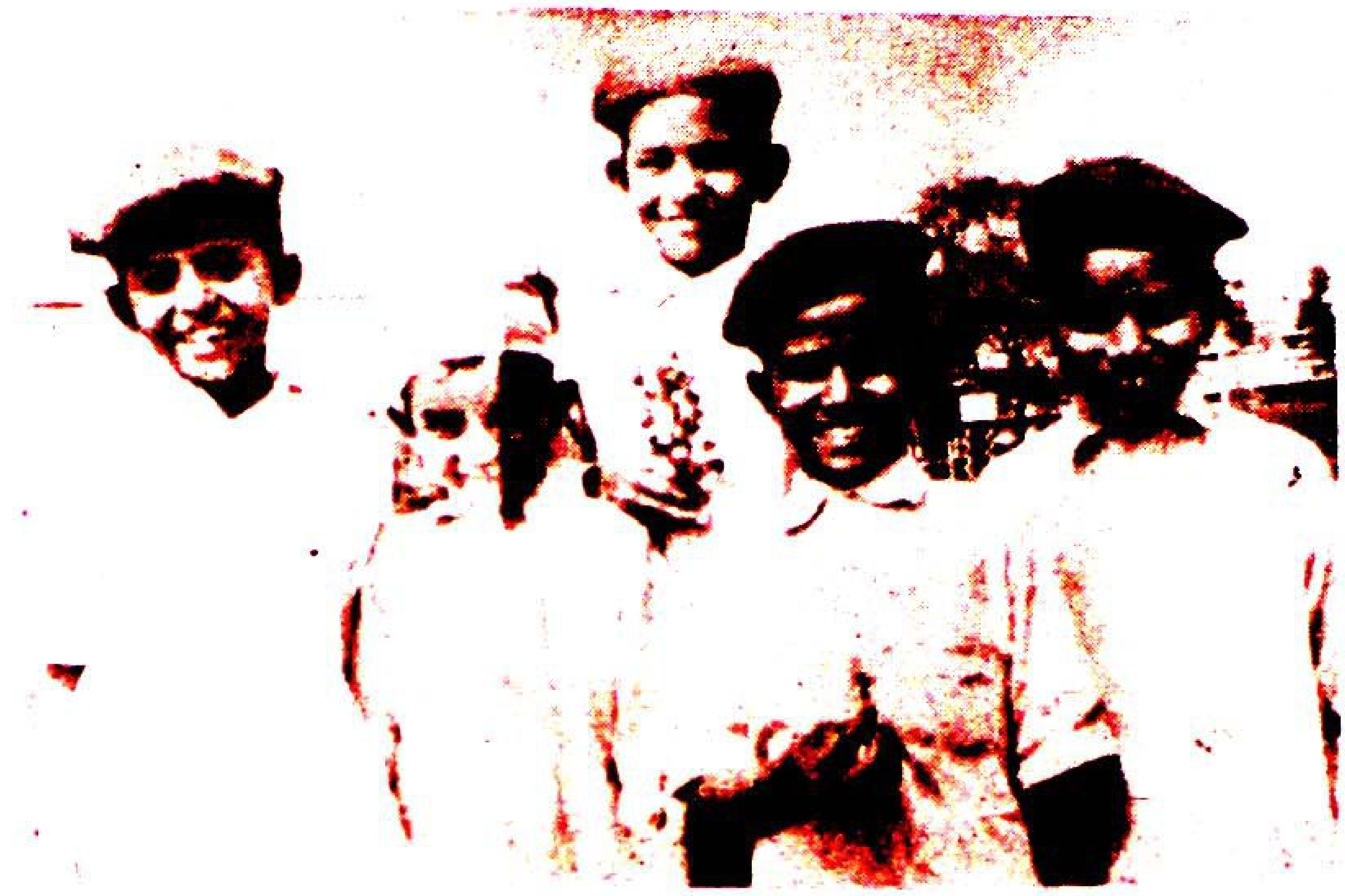

احمد منصور، ارشد محمود، اظہر علی، احمد رضا، ظفر علی ١٩٦٧ء

اظہر کی شہادت کے پانچ ماہ بعد ارشد اپنے چچا جان سے کہہ رہا تھا" ایسی موت اچھی ہوتی ہے۔ بیمار پڑ کر چارپائی پر مرنے سے اوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس بات کے صرف ایک ہفتہ بعد خود اس کی اپنی لاش کا تابوت پی آئی اے کی گاڑی حسن ابدال لائی، میرے مزدور کرم فرماؤں نے اس کی قبر بلا معاوضہ کھودی۔

اظہر اور ارشد دونوں رشتے دار تھے بچپن کے دوست تھے۔ دونوں صالح، ہمدرد، ملنسار، ہر دلعزیز، مستعد، بلند کردار اور نمونے کے نوجوان تھے۔ دونوں نے اپنے اپنے میدان میں بلند ترین اعزاز پایا۔ ایک کو شمشیر اعزاز ملی تو دوسرے کو سنہری تمغہ۔ دونوں اپنے اپنے کام میں ماہر شمار ہوتے تھے۔ دونوں کا

Marfat.com

عالم جوانی میں عضو عضو جُدا ہو گیا اور جسم کا کوئی حصہ شناخت نہ ہو سکا۔ دونوں ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔ ایک کوہسار میں تو دوسرا آبادی سے دور کھیتوں میں۔ بھائی طالب اللہ صاحب مُلتان سے تشریف لائے اور یہ شعر عطا فرمایا۔

فرہاد بہ مجنوں گفت اے صاحب ہم پیشہ
من رونق کوہسارم تو زینت ویرانہ

سادگی

تین مہینے پانچ سو مشاہرہ لینے کے بعد ارشد کو سات سو اسی روپے ماہانہ ملنے لگے۔ اس میں بونس اور پراویڈنٹ فنڈ میں فرم کا حصہ شامل کر لیا جائے تو نو سو تیس روپے ماہانہ بنتے ہیں۔ بعض دیگر سُہولتیں اس پر مزید۔ 1970ء میں ایک نوجوان کالج سے نکلتے ہی اتنی معقول تنخواہ لینے لگے تو وہ اپنے آپ کو بگاڑنے کی راہیں خود تلاش کر لیتا ہے۔ ارشد کا لاہور میں طعام و قیام اپنے چچا کے ہاں تھا۔ اس لئے پوری تنخواہ اس کا جیب خرچ تھی۔ اس کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو یہ تھا کہ اسے پیسے سے محبت تھی نہ آرام و آسائش کی طلب۔ وہ فضول چیزوں کو ضروریات زندگی کا نام دے کر اپنی تسکین قلب کو غارت کرنے کا قائل نہیں تھا۔ سگریٹ نوشی سے اجتناب کرتا۔ نفیس طبع اور جامع زیب تھا۔ کپڑے ہمیشہ صاف ستھرے ہوتے۔ مجال ہے کہ کہیں شکن پڑ جائے۔

سات ماہ کی کل مدت ملازمت میں معقول مشاہرہ پانے کے باوجود ارشد نے اپنی ذات پر ڈھائی سو روپے سے زیادہ خرچ نہیں کئے اور باقی سب گھر بھیجے۔

Marfat.com

ایک سوٹ بھی نہیں سلوایا۔ اس نے سامان آرائش پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ اس کے پاس صرف ایک گرم سوٹ تھا جو اس کے ملازم ہونے سے پہلے ہم نے اسے بنوا دیا تھا کہ انٹرویو کے موقع پر ضرورت ہو گی۔ تمام مدت ملازمت میں اس نے کپڑوں میں چالیس روپے کی ایک سلی سلائی قمیض اور انتیس روپے کی ایک بش شرٹ خریدی۔ انتالیس روپے کا ایک بوٹ اور بیس روپے کی ایک پشاوری چپل اور بس۔ باقی سب کپڑے زمانہ طالب علمی کے تھے۔ اس کے باوجود اس کی شان میں کبھی فرق نہیں آیا۔ لباس کی وجہ سے وہ کہیں ہیٹا نہیں ہوا۔ اس سے جس کا بھی واسطہ پڑا اس نے اسے باوقار پایا۔ یہ جزرسی کسی مجبوری کی وجہ سے نہ تھی۔ یہ سادگی اس کی سادہ طبیعت اور اعلیٰ کردار کا جزو تھی۔

پیشے اور افتاد طبع کے اعتبار سے میرا خوشگوار کام نئی نسل کی تربیت ہے۔ میں والدین سے گذارش کروں گا کہ اپنی نوجوان اولاد کو ٹوکنے سے پہلے اور ان کے سامنے ارشد مرحوم کا نمونہ رکھنے سے پہلے اس پر بھی غور فرمائیں کہ اولاد کی تربیت میں ماں باپ کی بھی ذمہ داریاں ہیں۔ میں ستر ہ سال سے کیڈٹ کالج میں ہوں جہاں ہر ہفتہ پکچر دکھائی جاتی ہے۔ مگر اس مدت میں میں نے ایک پکچر بھی نہیں دیکھی۔ اس کے باوجود اپنے حلقے میں ہم اچھوت نہیں سمجھے جاتے نہ یہ روش کبھی ترقی کی راہ میں حائل ہوئی۔ البتہ بیزی بچوں پر یہ پابندی نہیں لگائی۔

ارشد محمود نو سال ہو سٹلوں میں رہا اور پھر سات مہینے ملازمت کے سلسلے میں گھر سے دور اپنے رشتہ داروں میں کراچی اور لاہور میں رہا۔ ان دس سال میں ہمارے کانوں تک اس کے بارے میں ایک خبر بھی ایسی نہیں پہنچی جس سے ہمیں

Marfat.com

ملال ہوا ہو۔ جو خبر آتی ہماری خوشیوں میں اضافہ کرتی۔ ہوسٹل کی زندگی کے رازوں کو میں اتنا ضرور جانتا ہوں جتنا اور کوئی بڑے سے بڑا واقف حال پاکستانی دعویٰ کر سکتا ہے۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ ہوسٹل میں لڑکے جو نازیبا حرکتیں کرتے ہیں وہ دوسرے لڑکوں سے پوشیدہ نہیں رہتیں۔ وہ ایک ایک راز جانتے ہیں۔ حرکتیں کرنے والے طالبعلم اس بات سے کماحقہ واقف نہیں کہ برائی پر لگا کر اڑتی ہے اور نیکی بسا اوقات عدم توجہی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اب دیکھئے کہ لڑکے اس کی بابت کیا کہتے ہیں۔ ان میں وہ لڑکے بھی شامل ہیں جو اس کے ساتھ ہوسٹل میں نو سال تک رہے اس کے ہم جماعت بھی ہیں۔ اور وہ بھی جو کیڈٹ کالج یا انجینئرنگ یونیورسٹی میں اس کے جونیئر رہے یا سینئر رہے اور اب ذمہ دار عہدوں پر ہیں۔

- "میں اپنے دوست کی خاموش طبیعت، بے پناہ علمی ذہانت خوش گفتاری اور پر خلوص شخصیت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

پائلٹ آفیسر زاہد پرویز کیڈٹ کالج میں پانچ سال ہم جماعت رہے۔

- "میں کیڈٹ کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں ارشد کے ساتھ رہا ہوں اور اس کی نوبل شخصیت کے نقوش میرے دل میں مرتسم ہیں۔"

سلمان عزیز لیفٹیننٹ انجینئر

Marfat.com

• "ارشد محمود ایک نہایت ہی ذہین اور لائق لڑکا تھا۔ اس کی خوبیاں زندگی بھر یاد رہیں گی۔"

جاوید عطا چوہدری۔ انجینئر جاپان

• "میں نے انہیں انتہائی سلیم الطبع، خوش آیند، خاموش طبع، ذہین اور ہونہار پایا۔

انجینئر خالد سعید

• "وہ اپنے سے ہر بڑے کا احترام کرتے تھے۔"

خالد فرید بی ایس سی انجینئرنگ

• "ہم دنیا والوں کو اللہ میاں الفت و محبت کے ایسے پیکروں سے کیوں محروم کر رہا ہے۔"

محمود علی بھٹی۔ جنٹلمین کیڈٹ پی ایم اے کاکول

• "ہم (انجینئرنگ یونیورسٹی میں کیڈٹ کالج حسن ابدال کے سابق طلبا) ارشد کی وفات کی خبر سن کر بے حد مغموم ہیں۔ ابھی تو اسے اس دنیا کو سنوارنا تھا۔ اس کی خوشگوار یاد ہماری رفیق زندگی رہے گی۔"

ابرار خورشید، انجینئرنگ یونیورسٹی۔ لاہور

• "میں ایسے مخلص، مہربان اور بڑوں کا احترام کرنے والے دوست کو کبھی نہیں بھول سکتا۔"

محمد اسماعیل ملک۔ لاہور

• "ان جیسا شریف، باحیا اور بلند کردار انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

فیاض ملک از سرگودھا

Marfat.com

آئینہ ارشد سے دو بند

(بند نمبر ۴)

اللہ اللہ وہ ترا ذہن رسا روشن دماغ
ماہران فن کو بھی اکثر دکھاتا تھا چراغ
تیری صنعت دیکھ کر دل سب کا ہوتا باغ باغ
تو نے ان باتوں سے حاصل کر لیا اب انفراغ
تھا بہت باقی تجھے کرنے کرانے کے لئے
جوہر ذاتی زمانے کو دکھانے کے لئے

(بند نمبر ۵)

اے سعادت مند، غیر تمند، اے زیرک فہیم
تیری نیت نیک، طبیعت پاک فطرت تھی حلیم
تیرا ایثار و تحمل وہ تری عقل سلیم
تری ہمت اور مروت وہ ترا خلق عظیم
سادگی تیری تھی دنیا کو دکھانے کے لئے
قوم کو اصراف بے جا سے بچانے کے لئے

از وصیت یاب خاں وصیت
سابق اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر وزارت دفاع پاکستان

Marfat.com

اساتذہ کرام

• میں نے ارشد محمود کو نہایت ذہین، مودب اور شائستہ اطوار پایا۔ حد درجہ حلیم، کم گو اور محنتی طالبعلم تھا۔ تجسس اور باریک بینی کی وجہ سے اپنے ہم جماعتوں میں خاص امتیازی شان حاصل تھی۔ اس کی ذات اپنے استاد کی سربلندی اور ناموری کے لئے موجب صد ستائش وافتخار تھی۔

غلام حسین سابق ہیڈ ماسٹر

(ڈی سی پرائمری سکول حسن ابدال)

• "صدمہ ہوا اور اتنا ہوا کہ احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں عزیزی ارشد کی مسکراتی شکل آنکھوں میں پھرتی رہی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے دل کو کسی نے زور سے مٹھی میں بھینچ دیا ہو۔۔۔ اس جیسا ہونہار باادب اور خوش مزاج بچہ اپنے خاندان درسگاہ اور ملک کے لیئے باعث فخر ہو سکتا ہے۔ ایسے گوہر کا اچانک چھین لیا جانا آپ کا، ہمارا اور ملک کا نقصان ہے

ہارون شاہ خان استاد انگریزی لیڈ ٹ کالج

ازامریکن یونیورسٹی بیروت

Marfat.com

اس کے چند اساتذہ کے خطوط سے اقتباسات ملاخطہ فرمانے کے علاوہ اس بات پر غور کرتے جایئے کہ کیڈٹ کالج حسن ابدال میں اس کے استاد اور صدر شعبہ جغرافیہ چودھری محمد صادق اور صدر شعبہ اُردو سید علی اختر زیدی تعزیت کے لئے آئے۔ الفاظ نہیں بلکہ آنسوؤں کی زبان سے اپنے رنج و غم کا اظہار شروع کیا۔ ایک شاگرد کی صلاحیتوں کا اس سے بڑا اخراج تحسین تصور میں نہیں آسکتا۔

چند اور رشتہ دار

کراچی سے ارشد کا تبادلہ لاہور ہو گیا۔ یہاں وہ اپنے چچا شفاء اللہ صدیقی کے ہاں رہا کرتا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس بھتیجے کو دیکھ کر چچا کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آجاتے تھے۔ حادثے کے بعد غم کے آنسو بھی تو سب سے زیادہ اسی نے بہائے۔ اس کے چچا اکثر کہتے ہیں۔ "خدا نے انسانوں کو دکھانے کے لئے ایک نمونہ بھیجا تھا۔ اس دور میں انسان کامل کی ایک جھلک دکھائی تھی۔" خالو اور چچا کے بعد یہ دیکھیے کہ اسے اچھی طرح جاننے والے اور رشتے دار اس سے کیا توقعات رکھتے تھے۔

- "ارشد محمود نہایت ذہین، نیک اور با اخلاق لڑکا تھا"

  صلاح الدین جاوید کامرس بنک پشاور

Marfat.com

- "ہمارے گلستان کا ایک تختہ، ایک گل سر سبد، ایک قابل صد فخر و مباہات نو باوا بھی اس برق بلا خیز کی نذر ہو گیا..... ایسے نیک، سعادت مند، لائق اور فخر خاندان نوجوان کی ایسی حسرت ناک وفات کا غم نا قابل برداشت ہے....."

(مولانا) محمد اذکار الحق صدیقی شادانی، کیمبل پور

- "خاندان کا چشم و چراغ چل بسا.... اس قدر صدمہ ہے کہ بالکل کمر ٹوٹ گئی۔"

(پیر) عبد القدوس صدیقی، لاہور

- ایک جوہر قابل کے اس طرح شہید ہو جانے پر جتنا بھی ماتم کیا جاوے کم ہے۔

محمد اسلم صدیقی، ملتان

- "میں نے جس قدر اس ناگہانی موت کا اثر لیا ہے اس سے قبل کبھی ایسی کیفیت محسوس نہیں کی۔ قلب کے اوپر ایک ہیجانی ماحول طاری ہے۔ نماز تک پڑھنی مشکل ہو رہی ہے۔ حاصل خاندان تھا یہ لڑکا.... آپ نے بڑے بڑے طوفان کا منہ موڑا ہے۔ اگر آپ کی ہمت مردانہ اس وار کو بھی جھیل جائے تو بڑی داد پائیں۔"

(ارشد شاہ) حبیب الدین صدیقی [illegible]

Marfat.com

• "حقیقت یہ ہے کہ جب بھی مرحوم میرے ساتھ محو گفتگو ہوتا تھا تو اس کا ہنستا اور مسکراتا چہرہ ایک گونا سکون بخشتا تھا۔ انجمن صدیقیان کی ماہانہ میٹنگ دو اگست اتوار کو تھی۔ اس میں یہ شامل ہوئے اور اپنے قیمتی خیالات سے مستفید فرمایا۔ نیز انجمن کی اپیل پر ایک بچی کو حصول تعلیم کے لئے امداد دینے کا وعدہ فرمایا اور اپنا وعدہ ایفا کرنے کیلئے ۳ اگست ۱۹۷۰ء کو بوقت ۵ بجے شام میرے گھر پر تشریف لائے اور کافی دیر تک بچوں سے حسن ابدال کی باتیں کرتے رہے۔ میرے بھائی میری آنکھوں کے سامنے سے اس کا ہنستا، مسکراتا اور چمکتا چہرہ نہیں ہٹتا اور نہ ہی اس کا خیال میرے ذہن سے لمحے بھر کے لئے نکلتا ہے۔"

(پیرزادہ) منصور احمد صدیقی لاہور

• "ارشد ایک غیر معمولی انسان تھے۔ جو انہوں نے ہمیں سبق دیا وہ یہ ہے کہ اگر ہر دل عزیز بننا ہو تو کسی کا دل نہ دکھاؤ اور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہو۔ انکی سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ دوسروں کو خوش دیکھنا چاہتے تھے اور اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔ اتنے عظیم انسان کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ جب کبھی وہ موت کا ذکر کرتے بڑی بہادری سے کہا کرتے موت کو ایک دن آنا ہی ہے اس سے کیا ڈرنا۔"

(خالہ زاد بھائی مجیب الدین توصیف صدیقی کراچی)

Marfat.com

- " اس بد نصیب جہاز میں ہم نے اپنا سب سے قیمتی سرمایہ کھو دیا۔ یہاں پاکستانی احباب ہمارے اس دکھ میں شریک ہیں۔"

قاضی عبید الرحمن صدیقی انجینئر مونٹریال کینیڈا

- جمعہ ۷ اگست کا جنگ راولپنڈی دل ہلا دینے کے لئے کافی تھا اور اس کو دیکھ کر اس گھر کا ہر فرد اشکبار ہوا۔ طیارے پر جو بجلی گری تھی اس کے جھٹکے نے میرے دماغ کو بھی ماؤف کر دیا تھا۔۔۔ ۶۵ء ۔ ۶۶ء میں برادرم شفاء اللہ کے ہاں کمرے اور چھت پر جب میں اسے ایک عالم بے نیازی میں غرق مطالعہ پاتا تھا تو مجھے مسرت ہوتی تھی کہ اس میں ایک بڑا آدمی بننے کی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔"

محمد عزیز الحق صدیقی پاکستان قونصل بصرہ

- " بہت دور جانے والے اس ہونہار کی جدائی کا صدمہ خاندان کے ہر فرد کو یکساں پہنچا ہے۔ وجہ صرف خاندانی قرابت ہی نہیں بلکہ مرحوم کی نظروں میں خاندان والوں کی عزت واحترام کا جذبہ ہے۔ چھوٹے بڑے کو دیکھتے ہی مسکرا کر اس کا احترام کرنا اور خاندانی فلاح بہبود کے سلسلے میں اپنی خدمات کو زیادہ سے زیادہ پیش کرنا تھا۔۔۔ ہمارا خیال تھا کہ ارشد محمود اپنی انتہائی قابلیت کی وجہ سے چند ہی سال میں خاندان کا سب سے بڑا فرد بن جائے گا۔

(چوہدری) سلطان احمد صدیقی صدر انجمن صدیقیاں لاہور

Marfat.com

عزیزہ سرور دعائیں

ویسے تو جب یہ اندوہناک حادثہ معلوم ہوا تھا دل بہت متاثر تھا۔ مگر اس روز تمکو دیکھ کر اور تمہارا صبر استقلال دیکھ کر دل پر ایک خاص اثر ہوا۔ دل چاہا کہ اس جانگداز واقعہ پر کچھ لکھوں مگر اپنی علمی کم مائیگی سے مجبور رہی مگر کچھ ایسا دل متاثر ہوا کہ چند الفاظ لکھے گئے جو تمھارے اور عزیزم منظور الحق صاحب کے سامنے آفتاب کو چراغ دکھانے کے مصداق ہیں۔ بس دلی جذبات کے سوا اس میں اور کچھ نہیں۔ تمھاری قابلیت اور قومی خدمات کا مجھ کو رہتک سے ہی احساس ہے۔

مسرت صدیقی زوجہ محمد افضل انسپکٹر پولیس
پروپیگنڈا سیکرٹری انجمن ترقی اُردو پاکستان
شعبہ خواتین کراچی

کسی کو کیا خبر کیا سوز ہے میری نواؤں میں
متاعِ زندگانی لُٹ گئی تیری فضاؤں میں

پروفیسر علاؤالدین شمس صدیقی صادق پبلک سکول بہاولپور

"اُنکی موت نہ صرف ہماری فیملی کیلیئے بلکہ تمام ملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔ لیاقت، ذہانت اور نیک طبعی کے بارے میں جو کچھ کہا جائے کم ہے۔"

میجر محمود الحسن کراچی

Marfat.com

"ان کا حسین ہشاش بشاش چہرہ میرے سامنے آجاتا ہے اور ایک لمحہ تڑپا جاتا ہے...."

ڈاکٹر رئیس الدین ملتان

"..... ہمارا دل اس خبر کو تسلیم کرنے کے لیے کسی طرح بھی تیار نہیں ہوتا.... ذہن میں ہر وقت ایک سوچ، کرب اور دل میں ایک کسک سی موجود رہتی ہے۔ جبکہ ہمارا دل اس غم سے پھٹا پڑ رہا ہے تو نہ معلوم آپ جیسے باحوصلہ ماں باپ اور بہن بھائیوں نے اس بات کا کیا اثر لیا ہوگا۔ دو تین دن پہلے رفعت یاسمین نے خواب میں ارشد بھائی کو دیکھا جو کہ ہم میں موجود نہ ہونے کے باوجود ہم سب کو صبر اور حوصلہ کی تلقین کر رہے تھے۔ وہ واقعی اتنے رحم دل اور مشفق تھے کہ انکو ہماری تکلیف نے بے چین کر دیا...."

اطہر یاسمین (خالہ زاد بہن)

اس موت پر یہی نہیں کہ اس کے دوست، اساتذہ اور رشتے دار ہی روئے بلکہ میرے وہ سب کرم فرما بھی جنھوں نے ارشد کو دیکھا تھا یا اس کی خوبیوں سے واقف تھے اس کتابچے میں ادھر ادھر بکھرے ہوئے کئی کرم فرماوں کے خطوط سے اقتباسات ملیں گے۔ یہاں ہم صرف چند درج کرتے ہیں:

Marfat.com

"........ بھیا ارشد کی تصویر پر جب نظر پڑی تو اخبار ہاتھوں سے چھوٹ گیا اور آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے.... گھر میں جب یہ خبر پڑھی تو والد صاحب اور والدہ صاحبہ بھی رونے لگے...."

عبدالحمید رضا (بنام احمد منصور صدیقی)

میرپور سکردو سندھ

"..... آپ نے حسن تربیت کے علاوہ اس حاثہ فاجعہ پر جس صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے قرون اولے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔"

محمد امین طارق لکچرار

گورنمنٹ کالج راولاکوٹ آزاد کشمیر

"... شاہ کوثر کے خط سے ارشد محمود کے حادثہ کی خبر سن کر رنج ہوا۔ مجھکو آپ کے صدمہ و غم کا اندازہ ہے.... میں انشاء اللہ اکتوبر کے وسط میں پاکستان واپس آؤنگا۔ پھر حاضر ہونگا۔"

سید شاہ بابر

(کیڈٹ کالج کے موجودہ پرنسپل) لندن

Marfat.com

" محترم صدیقی صاحب سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ چند سطور کیسے تحریر کروں جس صبر و تحمل سے آپ نے اتنے بڑے المیہ کو برداشت کیا ہے۔ اور آپ کے بظاہر پر سکون چہرے کے پیچھے کتنے کرب پوشیدہ ہیں۔ ایسے مضبوط دل کے لئے میں تشفی کے الفاظ کہاں سے لاؤں۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اس غم کے اٹھانے کی طاقت دے۔

پروفیسر رضی عابدی

لکچرار گورنمنٹ کالج لاہور

(سابق استاذ شعبہ انگریزی) کیڈٹ کالج حسن ابدال

" قبلہ محترم زید مجدکم

سلام مسنون کے بعد معروض ہوں کہ جس دن سے ہوائی جہاز کے حادثہ کی خبر پڑھی ہے اسی دن سے اس شش و پنج میں ہوں کہ کس طرح اور کیونکر آپ کے جواں سال فرزند کی تعزیت کروں۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے میں اپنا اظہار رنج و غم کر سکوں۔ صرف اتنا عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ اس حادثہ جانکاہ میں آپکے ساتھ برابر کا شریک غم ہوں....."

پروفیسر محمد اسلم

شعبہ تاریخ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور

Marfat.com

- "اس قسم کے حادثے تو انسان تصور میں نہیں لا سکتا۔"

پروفیسر قمر الزماں۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال

- " وہ واقعی میں ہمہ گیر نابغہ اور راستباز انسان تھا۔ یہ محض ذاتی حادثہ نہیں قومی نقصان ہے۔"

شیخ مرتضیٰ احمد ایم اے (اکنامکس)

تلہ گنگ کیمبل پور بنام احمد منصور

- "کل آپ سے مل کر انتہائی متاثر ہوا۔ ایسے وقت میں جو آپ پر آن پڑا ہے اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا یقیناً ایک شاذو نادر نعمت ہے۔"

(ائیر کموڈور) سعید اللہ خان

Marfat.com

ارشد کی سیرت سمجھنے کے لئے اس کے ہم جماعتوں، استادوں، رشتہ داروں اور میرے کرم فرماؤں کے چند خطوط سے مندرجہ بالا اقتباسات کافی ہونے چاہئیں۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ان میں رسماً مرحوم کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں کیونکہ تعزیتی خطوط میں خامیوں کا ذکر نہیں کیا جاتا تو پھر ہم ایک ایسے ماخذ کا حوالہ دیں گے جسے دیکھ کر اس کی سیرت کا کوئی پہلو پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ یہ ماخذ اس کا سامان ہے۔ ارشد غیر شادی شدہ بائیس برس کا صحت مند کھاتا پیتا نوجوان تھا۔ اس کے سامان میں ہم تصویر بتاں پاتے ہیں۔ نہ حسینوں کے خطوط۔ کوئی ایسی تصویر، تحریر، کتاب یا رسالہ نہیں جسے بڑے سے بڑا متدین خلاف شرع کہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جسے غیر ضروری یا اصراف بیجا قرار دیا جائے کوئی ایک شے ایسی نہیں جس سے اخلاقی گراوٹ یا گھٹیا پن ظاہر ہوتا ہو۔ عظمت کردار کی اس سے بڑی شہادت کیا ہو سکتی ہے۔

سلیقے کی سنئے۔ جائے حادثہ پر ہمیں اس کا ایک ادھڑا ہوا جوتا، ہینڈ بیگ کے چند جھیر جھیر ٹکڑے، ڈگری اور سندیں ملیں ڈگری اور سندوں پر اس نے جدا جدا شفاف پلاسٹک چڑھوا کر سیلو ٹیپ لگا ہوا تھا تاکہ ہاتھ لگانے سے میلی نہ ہو جائیں۔ یہ ڈگری اور سندیں ایک بریف کیس میں تھیں، مل گئیں۔ بریف کیس کا حشر معلوم نہیں۔

Marfat.com

عظیم ماں کا ہونہار فرزند

ارشد محمود کی تربیت میں اس کی قوت مشاہدہ کو معقول دخل تھا۔ گھر کے خوشگوار اور پرسکون ماحول نے اسے صلح کل اور فراخ دل بنادیا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور محنت سے محبت اسکی عادات ثانیہ تھیں۔ یہ دونوں غالباً اس نے مجھ سے پائیں۔ تمام زمانہ طالب علمی میں میں نے صرف ایک بار استاد محترم سے سزا پائی۔ وہ ڈرائنگ میں اُصلاح فرما رہے تھے۔ میری فطری مسکراہٹ کو انہوں نے گستاخی پر محمول کیا اور قمچی لگادی۔ پر چہرے کی مستقل مسکراہٹ ارشد محمود کے ساتھ چلی گئی۔ پیدائش سے اس کی شہادت کے چند گھنٹے پہلے تک ارشد محمود کی عظیم ماں نے جس طرح تربیت کی اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے میں اس کی والدہ کی ہزاروں صفحوں پر پھیلی ہوئی تحریروں میں سے صرف تین پیش کروں گا اور تاکید کروں گا کہ تمام مائیں اسے غور سے پڑھیں اور ایک سے زیادہ بار پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ نابغہ روزگار ماں کیسی تھی۔ یہ تحریک پاکستان کی ضلعی رہنما خاتون تھیں اور پاکستان کی آزادی میں انہوں نے تاریخی کردار ادا کیا تھا۔ ان تحریروں میں سے پہلی تحریر ان کی ڈائری کا ایک جملہ ہے اور باقی دو ان کے وہ آخری خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے فرزند گرامی کو لکھے۔

Marfat.com

ماں کی ڈائری کا ایک صفحہ:

3 ستمبر 1948ء بروز جمعہ صبح دس بجے ارشد محمود پیدا ہوئے۔

انجینئرنگ کا فائنل امتحان دیکر ارشد محمود ہوسٹل کو خیر باد کہہ کر لاہور میں اپنے شفیق چچا شفاالله صدیقی کے ہاں رہنے لگا۔ ماں کی عظمت اور طریق تربیت دیکھئے۔ نتیجہ نکلنے سے پہلے یکم ستمبر 1969ء کو خط میں لکھتی ہیں:

... اپنی صحت کا خیال رکھنا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھنا۔ انسان کا کام محنت اور کوشش ہے۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم سب ہر وقت تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی کامیابیوں کیلئے دعاگو ہیں۔ اللہ میاں تم سب کو اچھے نمبروں سے کامیاب کرے اور اسلام اور پاکستان کی خدمت کے قابل بنائے۔

نتیجہ نکلنے کے بعد ماں کی بیٹے سے کیا توقعات تھیں؟ 10 اپریل 1970ء کو لکھتی ہیں:

دعاؤں کے بعد معلوم ہو کہ تمھارا خط ملا۔ گولڈ میڈل ملنے کی بہت خوشی ہوئی۔ اللہ مبارک کرے اور تمھیں زندگی میں ہر ہر قدم پر بہت سی کامیابیاں اور ترقیاں دے اور اسلام کی خدمت کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کرے۔ آمین

Marfat.com

رسالہ اصلاح و تبلیغ 25 اکتوبر 1970ء
کیڈٹ کالج حسن ابدال۔ یوم والدین نمبر

آہ ارشد

"اظہر علی کی موت کے چند ماہ بعد اس کے عزیز دوست اور تحریک پاکستان کے ایک عظیم کارکن، کالج کے سینئر استاد جناب منظور الحق صاحب صدیقی کے نامور فرزند بھی ایک فضائی حادثے کا شکار ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس سانحے کی خبر سنکر دل پھٹ پڑے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ارشد محمود کے غم میں کالج کی فضا سوگوار ہے، ہر دل بے قرار ہے، ہر آنکھ اشکبار ہے، ہر اپنا پرایا غم گسار ہے۔ لیکن منظور الحق صدیقی صبر و ہمت اور حوصلے کا وہ پہاڑ ہے جس نے مشیت ایزدی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کسی قسم کے غم یا مایوسی کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا..... ارشد محمود نہایت محنتی تھے۔ اطاعت شعاری رکھ رکھاؤ، نفاست، کم گوئی، خوش طبعی، ملنساری، تحمل و بردباری غرض یہ وہ جواہر ہائے گرانمایہ ہیں، جن سے ارشد محمود صدیقی کا تاج حیات مرصع تھا۔ وہ غربا و مساکین کی مدد کرتے تھے..."

ایڈیٹر رسالہ: ذوالفقار احمد چیمہ فرسٹ ایئر (حال پی ایس پی)

Marfat.com

میری نظر سے ابتک اتنی کم عمر کا کوئی
انسان نہیں گزرا جسے مرنے کے بعد
اتنی شدت اور عقیدت کے ساتھ یاد
کیا گیا ہو۔

Marfat.com

تعزیت

ہر موت پر ایک سا غم نہیں ہوتا۔ ارشد کی اندوہناک موت پر جس طرح تعزیت کی گئی اور مرحوم کو جو خراج عقیدت پیش کیا گیا، خود مجھے اس پر رشک آتا ہے۔ وہ مر کر بھی باپ دادا کا نام روشن کر گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنے وسیع پیمانے پر تعزیت نہ کی جاتی تو میری کمر ٹوٹ جاتی۔ ارشد کی خبر فوٹو کے ساتھ تمام اخبارات میں شائع ہوئی۔ پھر دو دفعہ اس سلسلہ میں میرا نام بھی اخبارات میں آیا۔ مگر پھر بھی میرے بہت سے جاننے والوں کو اس کا علم نہیں ہوا۔ اخبار پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے لوگ ایسی خبریں نہیں پڑھتے۔ حد یہ ہے کہ خود اخبار کے ایڈیٹر بھی نہیں پڑھتے۔ میرے تین ایڈیٹر دوستوں کو میرے بتانے پر علم ہوا، حالانکہ ان کے اخبارات میں بھی ارشد اور میرا نام آچکا تھا۔ تاہم تعزیت کے آنے والوں کی تعداد کئی ہزار تھی۔ تعزیت کرنے کا بھی ایک سلیقہ ہوتا ہے۔ ناپسندیدہ طریقوں میں ایک یہ ہے کہ آئے ہیں تعزیت کے لیے اور مجلس میں سیاسی گفتگو شروع کر دی یا اپنے پیشے کے بارے میں یا اپنی ذات کے بارے میں حاضرین کو مستفید کرنے بیٹھ گئے۔ تعزیت میں ایکٹنگ بھی ایک ناپسندیدہ حرکت ہے۔ ایسے ہی ایک ایکٹر کو جو رتبے میں مجھ سے کہیں بالا ہے، مجھے کہنا پڑا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ارشد کی وفات کا مجھ سے بھی زیادہ صدمہ ہوا ہے۔"

یہ درست ہے کہ یہ سانحہ ہی ایسا تھا کہ اپنے پرائے سب تڑپ اٹھے۔ تعزیت کے لئے آنے والوں میں سے بعض تو جذبات سے اتنے مغلوب ہو گئے کہ الٹا مجھے ہی

Marfat.com

ان کی تسلی تشفی کرنا پڑی۔ کراچی اور کوئٹہ سے پشاور تک کے آنے والوں میں سینکڑوں ایسے ہیں جن کی معتدل باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ان میں سے کس کس کا ذکر کروں جس کا نہ کروں، دل پر بوجھ رہے گا۔ البتہ غیر معتدل تعزیتوں میں سے صرف چار کا ذکر کروں گا۔ کیوں کہ یہ چاروں بھی میری تسکین کا باعث بنے۔ صاحب طرز ادیب وہ ہوتا جس کی نقل نہ کی جا سکے۔ اسی طرح یہ چار بھی صاحب طرز تعزیت گزار تھے جو اپنے اخلاص سے میرے غم کا بوجھ بہت ہلکا کر گئے۔

مجھی کرنل غلام حیدر ملک لاہور سے آئے۔ آدھا گھنٹہ بیٹھے اور ایک لفظ بھی زبان سے نہیں کہا۔ سلام اور مصافحہ کیا اور چلے گئے۔ احسن رشید بھی لاہور سے آئے۔ یہ میرے شاگرد رشید بھی ہیں۔ یہ پنجاب یونیورسٹی سے بی اے سی کے امتحان میں اول آئے تھے اور پہلے غیر برطانوی ہیں جو برطانیہ میں چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کے امتحان میں اول آئے تھے۔ گورنر پنجاب نور خان کے ایڈوائزر بھی رہ چکے ہیں۔ دو گھنٹے بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ارشد یا اس حادثے کا ذکر نہیں چھیڑا۔ اگرچہ میرا غم ہلکا ہو گیا۔ الطاف حسن قریشی لاہور سے آئے۔ اردو ڈائجسٹ، زندگی اور جسارت کی ذمہ داریوں سے سر کھجانے کی فرصت نہیں پاتے ہیں۔ ۲۶ گھنٹے میرے ساتھ گزارے جن میں ۱۸ گھنٹے خوب باتیں ہوئی ہوں گی مگر صرف ارشد اور اس حادثے سے متعلق باتوں میں میرا غم غلط کر گئے۔ میاں محمد شفیع (م۔ش) لاہور سے آئے۔ پاکستان کے یہ بزرگ صحافی تحریک پاکستان کی ابتداء کرنے والوں میں سے ہیں۔ آئے، باتیں شروع ہوئیں۔ الفاظ کے بجائے آنسوؤں کا سمندر

Marfat.com

ابل پڑا۔ رومال بالکل تر ہو گیا۔ پانچ منٹ یہ کیفیت رہی۔ میں نے پھر آغاز گفتگو کیا۔ کچھ کہنے لگے مگر پھر آنسوؤں کی زبان اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ۲۰ منٹ تک آنسو ہی آنسو اور یہ آنسو میرا غم بہا کر لے گئے۔

مزید تعزیت نامے

تعزیت کا خط لکھنا خاصا مشکل کام ہے۔ اس میں بڑے بڑے مصنفین کے قلم رک جاتے ہیں۔ کم علم حضرات اپنے جذبات کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ لائیں۔ ان کے خط سے اخلاص و محبت کی بو آجاتی ہے۔ متعدد خطوط سے اقتباسات پہلے دیئے جا چکے ہیں۔ یہاں ہم باقی ماندہ سینکڑوں میں سے صرف چند خطوط نقل کرتے ہیں۔ پہلے خط میں تلقین صبر کا انوکھا انداز ملاحظہ ہو۔

(۱)

اللہ دکھائے نہ الم نور نظر کا
بہہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب و جگر کا

انا للہ و انا الیہ راجعون

اے اللہ! ہم تیرے عاجز بندے ہیں اور یہ چند روز مسافرانہ زندگی گزار کر تیرے ہی پاس آنے والے ہیں۔

Marfat.com

محترمی صدیقی صاحب!

آپ نے یہ کیا خبر لکھ دی کہ کلیجے میں تیر مار دیا۔ کتنی مختصر اور کتنی دلدوز خبر..... اللہ اللہ۔

ایسے جوان، شباب نوخیز، نمونے کی جوانی، شرافت و پاکیزہ کردار، میدان مسابقت میں قابلیت کا سنہری معیار، بوڑھے ماں باپ کی پروان چڑھتی ہوئی دعائیں آرزوئیں، تمنائیں.... یوں سر رہ گزر پھٹ کر پُرزے پُرزے ہو جائیں..... اُف اُف

بیٹے ہم نے تو ابھی تمہیں جی بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا۔ جی بھر کے چومانہ تھا نہ جی بھر کے تمہاری مرادیں دیکھی تھیں۔ ہم تمہیں پیار سے جب دیکھتے تھے تو آنکھیں چرا لیتے تھے کہ تیری خوشنمائی کو تیرے شباب کو، تمہاری قابل رشک قابلیت کو نظر نہ لگ جائے۔ مگر یہ کس کی نظر لگ گئی...

اچھے ارشد! یہ تقدیر کا پروگرام تھا، قدرت کا نظام تھا۔ اور تقدیر پر کی بے بضاعت انسان کی کیا چل سکتی ہے؟ آدمی کو دل مسوس کے رہ جانا پڑتا ہے۔ آہیں روکنا ہی پڑتی ہیں، آنسو پونچھنے ہی پڑتے ہیں، اور جناب خداوندی میں سجدہ ریز ہو کر صبر کی دعائیں مانگنا ہی پڑتی ہیں ——— ہم بھی صبر کریں گے۔ تمہارے عاجز والدین بھی صبر ہی کریں گے اور اپنے شہید بیٹے کی دائمی جدائی پر صبر کر کے عقبیٰ میں بلند درجات اور بلند اکرام و انعام حاصل کریں گے۔

اے شہید بیٹے! ہمارے پاس اب تمہیں خوش رکھنے کے لئے مادی اشیاء کی بجائے روحانی تحائف ہیں، ہم روزانہ قرآن پڑھتے ہیں، تمہارے لئے دعائیں

Marfat.com

کیا کریں گے، تمہیں قرآن اور دعاؤں کی سوغاتیں بھیجا کریں گے اور تم ان خوب صورت پھولوں سے جھولیاں بھرو گے، ہار گوندھا کرو گے اور جنت الفردوس کے تازہ پھولوں کے ساتھ انہیں بھی اپنے محل کے گلدستوں میں سجایا کرو گے....

آج سوموار ہے کل منگل اور پرسوں بدھ ___ ہم جمعرات کو پورا قرآن مجید کا ختم کریں گے، کھانا پکائیں گے، اور اپنے شہید بیٹے کو اس کا ثواب بھیجیں گے جس سے ہمارا بیٹا بڑا خوش ہو گا۔ کیوں ارشد بیٹے ٹھیک ہے نا؟؟ ___

قاضی فیض محی الدین فاطمۃ الزہرا۔ گجرات
ناظم دبیرستان

(۲)

ولنبلو نكم بشی ...هم المهتدون

بھائی صدیقی صاحب! قیامت خیز حادثے کی خبر سے سکتے کے عالم میں ہوں۔ دل کسی طرح قبول نہیں کرتا کہ فرزند عزیز کل تک صحیح و سالم تندرست زندگی کی تمام امیدوں کے ساتھ ہنس کھیل رہا تھا، پروان چڑھ رہا تھا۔ اور آج آناً فاناً میں ابدی نیند سو چکا ہے۔ کس قدر سخت آزمائش ہے۔ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ اس صدمہ عظیم کو برداشت کر سکے۔ مگر جس نے یہ غم کا پہاڑ دیا ہے، وہی اس کو سہارنے کی قوت بھی عطا کر سکتا ہے۔

Marfat.com

جز توبہ کہ عالم کہ دگر داور نیست

آنکھیں اشکبار ہیں۔ سینہ فگار ہے۔ اور از سر تا پا لرزہ براندام ہوں ارشد محمود آپ کا ہی نہیں میرا بھی تو بیٹا ہے! واحسرتا! وادردا!!

لاف دانش غلط و نفع عبادت معلوم
درد یک ساغر غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں

اللہ تعالےٰ آپ سب پر اپنا رحم و کرم فرمائے۔ آمین

سید رشید اعظیم وائس پرنسپل کیڈٹ کالج پٹارو

(۳)

برادرم۔ السلام علیکم میں آپ کو دیر سے خط لکھ رہا ہوں آپ کے ساتھ جو سانحہ پیش آیا۔ وہ اس قدر خوفناک اور ہوشربا تھا کہ خط لکھنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ اتنے بڑے حادثے پر کیا ہمدردی کی جائے۔ کون سے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ کوئی لفظ اس دکھ کا اظہار نہیں کر سکتا جو آپ کو ہوا۔ غوثیہ اور میں جب روز اس حادثے کا ذکر کر کے پریشان ہوتے رہے۔ روز خط لکھنے کے لئے سوچتے لیکن سمجھ میں نہ آتا کہ کیا لکھیں ___ آپ کا زندگی کا تجربہ وسیع ہے اور آپ کو خدا نے علم و عقل کی دولت بھی عطا کی ہے۔ آپ کو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس غم میں آپ کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے ___ میں نے اپنے مرحوم عزیز کو بھی نہیں دیکھا۔ لیکن میں نے اس کی بے حد تعریف سنی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اس کی مرضی! اللہ آپ سب کو حوصلہ دے کہ آپ یہ عظیم غم برداشت کر سکیں ___

(پروفیسر) عرش صدیقی ___ ایمرسن کالج ملتان

Marfat.com

(۴)

مجھے یہ معلوم کر کے انتہائی رنج ہوا ہے کہ آپ کا فرزند ہوائی حادثہ میں شہید ہو گیا ہے۔

انا لله و انا اليه راجعون

اللہ تعالے مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور آپ کو صبر جمیل عنایت کرے۔ آمین ____

عبدالحمید نیازی (ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان)

(۵)

برادرم صدیقی صاحب السلام علیکم

مجھے تو صبر کی روایتی تلقین کرتے ہوئے بھی جھجک محسوس ہو رہی ہے۔ بھلا جن والدین کا ہونہار، نیک سیرت، با اخلاق غرضیکہ ہمہ صفت موصوف نوجوان لخت جگر یوں ہمیشہ کے لئے چھین لیا جائے انہیں صبر آئے تو کیونکر... آپ تو خدا کے فضل سے دیندار اور پابند شرع انسان ہیں اور مجھ سے زیادہ ان باتوں کا علم رکھتے ہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ اللہ میاں نے برخوردار کو اتنے ہی عرصے کے لئے آپ کے سپرد کیا تھا۔ اس مختصر عمر میں مرحوم نے اپنے نیک

Marfat.com

والدین کے نقش قدم پر چلکر بہت پاکیزہ زندگی گزاری۔ جس کا صلہ یقیناً اللہ تعالےٰ نے فردوس بریں کی صورت میں دیا ہوگا...

"....مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حسن ابدال میں جب بھی مرحوم ملے خاندانی روایت کے مطابق پیار اور اخلاق سے ملے۔ اکثر کالج کی مسجد میں ملاقات ہو جاتی تھی اور میری بہت ہی عزت کرتے تھے... والدہ شوکت بیگم صدیقی صاحبہ سے خاص طور پر اظہار افسوس کرتی ہیں یہاں گھر کے ہر فرد کو اس جواں سال نوجوان کی موت کا بے حد افسوس ہے..."

حاجی شیخ بشیر احمد لاہور
(کیڈٹ کالج کے ایک پرنسپل مسٹر شوکت سلطان کے والد گرامی)

(٦)

"....واقعی ارشد شرافت، قابلیت اور انسانیت کا ایک نمونہ تھا۔ یہ وجہ ہے کہ اس کی یاد اس کے ہر رفیق کار اور واقف کار کے دل میں تا زندگی رہے گی۔ میری نظر سے اب تک اتنی کم عمر کا کوئی انسان نہیں گزرا جسے مرنے کے بعد اتنی شدت اور عقیدت کے ساتھ یاد کیا گیا ہو۔ اس کی زندگی ایک نمونہ، موت اس کی یادگار۔ مومن کے لئے شہادت سے زیادہ کوئی درجہ نہیں۔ ارشد کو یہ محرومی بھی نہ ہوئی۔ شہیدوں کو دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ ان کے مراتب خدا کے حضور میں عظیم ہیں۔

Marfat.com

آپ کی محبت و حوصلہ واقعی قابل تحسین ہے۔ خدا نے کیا دل عطا کیا ہے! آپ ہی لوگ ہیں جو خدا کے نزدیک صابر ہیں۔ میرا تبادلہ راولپنڈی کا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ سلام کے لئے حاضر ہونگا۔

والسلام
تابعدار
سعید مہدی "(اے ڈی ایل ین۔ سی ایس پی)

(۷)

" سناٹے میں آ گیا۔ کس قدر امتحان سے گزارا گیا۔ درد کے ساتھ سوچتا ہوں۔ فکر رہبری نہیں کرتا۔ کرب کے ساتھ سوچنا چھوڑ دیتا ہوں، اس موضوع پر کچھ بھی تو نہیں کہا جا سکتا۔ یہ واردات احساس کے ان مرحلوں سے متعلق ہے، جہاں اظہار بے بس ہے، خدا مددگار رہے۔"

سید محمد قاسم رضوی (کمشنر ملتان ڈویژن)
تحریک پاکستان کے ساتھی

Marfat.com

(۸)

برادرم۔ السلام علیکم

" یقین جانیے کہ سن کر بے حد ملال ہوا۔ اس عمر میں جبکہ مرحوم آپ کے لئے ایک مضبوط سہارا بن چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلالیا۔ صدیقی صاحب آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہو۔۔۔۔۔۔"

مخلص

ذکی الدین پال

(جج ہائی کورٹ۔ ویسٹ پاکستان لاہور)

(۹)

یہ سن کر کلیجہ شق ہو گیا کہ آپ کا فرزند دل بند ہوائی جہاز کے حادثے کا شکار ہو کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ مجھے اس صدمے میں اپنا برابر کا شریک سمجھیے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محمد عبداللہ قریشی (ایڈیٹر ادبی دنیا لاہور)

Marfat.com

(۱۰)

گرامی نامہ ملا لیکن بڑی جانکاہ خبر لایا۔ اب سوائے راضی بر ضا رہنے کے اور چارہ کیا ہے، لیکن یہ ایسے زخم ہوتے ہیں جو اس علاج کے باوجود بھی رستے رہتے ہیں۔ رب العالمین آپ کے خاندان کو صبر عطا فرمائے۔ ایسا ہونہار اور جوان بیٹے کی شہادت قیامت ہے۔

سید پیر حسام الدین راشدی (کراچی)

(۱۱)

دوپہر کے وقت آپ کا جگر خراش خط ملا۔ میں کیا کہوں کہ اسے پڑھ کر دل کی کیفیت کیا ہوئی۔ آپ پر جو قیامت گزری۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے صبر جمیل عطا فرمائے۔

(مولانا غلام رسول مہر لاہور)

Marfat.com

12

مجھے کل اس اندوہناک سانحہ کا علم ہوا کہ جو مسافر طیارے کے حادثے میں شہید ہوئے ہیں۔ ان میں آپ کے فرزند ارشد محمود صدیقی بھی تھے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرحوم ایک نہایت ہی لائق و فائق ہونہار انسان تھے اور ان سے ملک و قوم کے حق میں بڑی توقعات وابستہ تھیں۔ یہ خبر میرے لئے سخت صدمے کا موجب ہوئی۔ مگر اللہ کا امر اور اس کی مشیت ہر بات پر غالب اور مقدم ہے۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جانکاہ صدمے پر آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اسے آپ کے لیے موجب اجر و فجر بنائے۔ مومن کی شان یہی ہے کہ وہ ہر حال میں صابر و شاکر رہے۔ آپ گھر کے دوسرے افراد تک بھی میری تعزیت اور دعائے مغفرت پہنچادیں اور انہیں بھی صبر کی تلقین کریں۔

(مولانا سید ابوالاعلےٰ مودودی)

Marfat.com

ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی

گھر میں قرآن خوانی تو ہر روز ہوتی تھی مگر اس خاص مقصد کے لئے زیادہ وقت ہوئی۔ حرمین شریفین اور کیڈٹ کالج حسن ابدال (تین مرتبہ) کے علاوہ حسن ابدال شہر، گولڑہ شریف، نور پور شاہاں، گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، سرگودھا، ملتان، کراچی میں چالیسویں تک کلام پاک کے ستر ختم ہوئے۔

گولڑہ شریف

" بذریعہ کرنل محمد شفیع صاحب، حضرت قبلہ عام (پیر صاحب گولڑہ شریف عرف بابو جی) سے شہید کے لیے دعائے مغفرت کرادی تھی۔ نیز پانچ قرآن شریف کا ثواب آپکے ملک کرتا ہوں۔ ان کی روح پر فتوح پر ایصال کردیں۔

(مولانا) فیض محمد (لائبریرین دربار گولڑہ شریف)

نور پور شاہاں

" بندے نے مکمل قرآن مجید ختم کروا کر مرحوم کو ایصال ثواب کردیا۔

سید محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد دربار بری لطیف نور پور شاہاں

گوجرانوالہ

" مرحوم کے لیے پانچ قران شریف کے ختم کا ثواب پہنچا دیا ہے۔

سید مشتاق علی۔ ایڈووکیٹ۔ گوجرانوالہ

پشاور

"آج سکول میں طلبا سے تین قرآن مجید کا ثواب مرحوم شہید کی روح کو ایصال کیا گیا۔ معصوم بچوں کی دعائے مغفرت اللہ کریم مرحوم شہید ارشد محمود کے حق میں ضرور قبول کریگا

"... تاج محمد صدیقی القادری۔ یکہ توت پشاور

Marfat.com

نوٹس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیڈٹ کالج میں اپنے شہید بھائی ارشد محمود صدیقی کی یاد میں مورخہ 13-9-70 بروز اتوار کالج میں رسم چہلم کے موقع پر عزیز و اقارب اور کالج برادری کی طرف سے قرآن خوانی کا پروگرام:

وقت:- صبح 10 بجے سے 11:00 بجے

تمام برادران کالج اُس غم انگیز فضائی حادثہ سے باخبر ہو چکے ہیں۔ جس میں ہمارے استاد محترم جناب پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب کے جواں سال اور جواں بخت فرزند 6 اگست 1970ء کو برضائے الٰہی مع دیگر 29 مسافروں کے شہید ہو گئے ہیں۔ اللہ کریم کی مغفرت فرمائے! آمین

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کل بروز اتوار 13 ستمبر 1970ء کو ملت اسلامیہ کے بلند بخت فرزند اور ہم تمام کے عزیز بھائی ارشد محمود صدیقی کے والدین کرام رسم چہلم کے موقع پر حد درجہ منتظم طور پر قرآن خوانی کا انتظام فرما رہے ہیں۔ تاکہ تمامی شہداء کی روح مبارک کو زیادہ سے زیادہ حد تک قرآن پاک کی تلاوت کر کے ثواب عظیم کا مقدس تحفہ پیش کیا جائے۔ اس مقدس تقریب میں شرکت کیلئے تمام واجب الاحترام و مکرم اساتذہ کرام، سینئر اور جونیئر تمام کیڈٹ بھائیوں اور دیگر تمام کالج بھائیوں کو قرآن خوانی میں شرکت کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔

Marfat.com

وقت: صبح 10 بجے سے گیارہ بجے۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے لئے ہو گی۔

نوٹ: جو بھائی تلاوت نہیں کر سکتے وہ بھی تشریف لا کر قرآن کی مجلس میں مسجد میں بیٹھ کر کھجور کی گٹھلیوں پر درود شریف اور سورۃ اخلاص اور کلمہ طیبہ پڑھتے رہیں۔

ارشد محمود کی روح کو ایصال ثواب

چالیسویں پر بتاریخ 13 ستمبر 1970ء
کیڈٹ کالج حسن ابدال

یہ قرآن خوانی کالج کی مسجد میں ہوئی۔ مسجد بھر گئی۔ تو باہر بھی لوگ قرآن شریف پڑھتے رہے۔ پڑھنے والوں میں کالج کے طلبا تین سو کے قریب تھے۔ ان کے علاوہ اساتذہ کرام، کالج کے کچھ اور ملازم، میرے رشتہ دار اور احباب سو سے زیادہ تھے ان میں سے جنکے دستخط محفوظ رہ سکے ان کے نام یہاں لکھے

صدیق الرحمن،	برہان الحق،	آصف جاوید چوہدری،
عبدالوہاب شیخ،	سلیم پرویز خان،	وصی الحق،
عارف محمود،	محمد طارق،	اظہر رشید،
علی افتخار مجید،	ذوالفقار احمد چیمہ،	مرزا نعیم بیگ،
غیاث الدین بلبن،	محمد عتیق،	عمران اسلم مفتی،
احسان احمد خان،	عتیق یونس،	امتیاز خالد،
مرزا سربلند علی خان،	جاوید اقبال،	عبدالمتین،
ظفیر حسن خان،	افضال حسین،	سید سیف الدین،

Marfat.com

شاہد نثار خالد، انجم رضا باجوہ، خلیل الرحمن
خالد سعود، عدنان یوسف منظور، ریاض انور بشیر
شاہد بشیر، محمود خان، عابد حسین،
عبدالطاہر، احمد اقبال، پرویز اقبال
بابر عنایت اللہ، اللہ بخش، بابر رشید،
محمد عارف حسن خان، عثمان قیوم، عرفان بخشی،
فرخ مرزا، وسیم احمد، نعمان صدیقی،
فرخ حمید اعظمی، منصور اعجاز، عبدالرحمن،
محمد سلیمان، محمد رفیق، محمد یوسف،
نذر صابری، چوہدری محمد حسین، محمد علی بخاری،
ناصر جاوید، اویس مصطفےٰ، اشتیاق حسین،
فضل حسین، مختار احمد، محمد زاہد حسین،
محمد فاروق احمد، امجد حیات، میاں بشیر احمد،
محمد ثاقب عباسی، حاجی محمد شہباز رحمانی، احسن ندیم،
سعود احمد خان، محمد عسکری، شعیب اشتیاق،
خالد محسن، رضوان اللہ خان، سید [illegible] حسین،
مسعود قادر، شوکت علی، سید محمد منیر،
عبدالرؤف، عبدالقادر، محبت علی،
محمد یٰسین، شمس الحق، احمد یار ہندیال

Marfat.com

افضل، محمد نوید مرزا، طارق سراج،

شجاعت ضمیر ڈار، زاہد حسین ڈوگر، رانا وقار،

سید نجم واسطی، اختر وحید، محمد رفیق الدین،

شیخ طاہر عزیز، تنویر احمد شیخ، محمد خورشید،

طیب علی، جمیل خٹک، ایاز سلیم،

محمد عارف یعقوب، اویس اعلیٰ،

تنویر رفیع، طارق عمر، اسعد نعیم،

واجد حق، اطہر ساجد، شکیل احمد رحمانی،

کمال الدین ٹیپو، ہمایوں مرزا، مبین شریف،

آفتاب قادر، نجم عظمت، پرویز انور،

فیاض ملک، وسیم عارف، رشید احمد،

خورشید سکندر، آغا عنایت اللہ خان، عظمت ممتاز،

عبدالرشید، خلیل احمد، حفیظ اللہ،

طارق محمود، اطہر علی بخاری، طارق محمود،

التفات علی، شائق سہیل جعفر خواجہ،

محمد زبیر خان، امین اللہ، محفوظ الرحمٰن خان

شفاء اللہ صدیقی، محمود اللہ، محمد ہادی،

نسیم الدین، مختار احمد، فیاض محمد خان،

کمال اظہر، کامران احمد وڑائچ، عنایت اللہ،

Marfat.com

عامر عزیز،	عبدالشکور امجد،	مزمل الحق چوہدری،
طارق علی خان،	فرخ حیات،	دلشاد حسین،
ظفر علی،	مبین قاسم،	ساجد علی خان،
نبیل اطہر،	شاہ شوکت،	عامر تصدق،
ایاز الاسلام،	اظہر ابرار،	رضوان احسن
جمیل احمد ملک،	ندیم مرزا،	آصف اقبال،
شمشاد احمد صدیقی،	امتیاز احمد،	محسن کمال
محمد ذکا اللہ،	میجر رفیع الدین باور،	شیخ محمد ایاز،
رانا مظاہر فیروز،	غلام شبیر پرویز،	غلام محمد،
اکرام الحق،	ادیب نیازی،	حامد منصور،
شاہد عزیز خان احمد،	اعجاز حسین ملک،	وسیم عصمت
ملک بشیر،	ولید حیدر،	جاوید غنی،
محمد نعیم،	محمد فیضان،	اطہر جلیل صدیقی
شجاع الحسن،	مقبول ارشد خان،	معظم علی،
حامد شفیق،	ابرار ارشد،	محمد نعیم اشفاق صدیقی،
حامد گلزار،	سلطان محمود،	کمال عالم صدیقی،
زاہد محمود،	ہارون آصف خان،	محمد جمیل اختر،
محمد شعیب شفیع،	جواد صادق،	محمد فاروق خان،
حافظ محمد شاہ،	محمد رمضان،	حافظ ظہور احمد،

Marfat.com

احمد ندیم، فاروق احمد خان، اظہار حسین شاہ،
تنویر وقار، وسیم اللہ بابر، سید محسن رضا،
جمشید نیازی، ضیغم حسین، عاصم کمال مفتی،
محمد ایوب احسن، طیب اکرم، ندیم حسن،
نذر محی الدین، سعید احمد، سردار عالم،
خواجہ محمد زاہد، انوار الحق، امجد علی خان،
اعظم یوسف، ہارون واحد، نادر حسن،
رضوان اللہ چیمہ، ذاکر حبیب خان، ساجد رضوی
علی رضا، سلیم رانا، نور الہدیٰ صدیقی،
محمد اکبر خان، عبد الحق خان، محمد اذکار الحق،
افتخار الحق ابن محمد اذکار الحق، محمد اصغر،
کرنل ایس ایم شفیع اسلام آباد، طارق رشید،
محمد وسیم مرزا، محمد ریاض باجوہ، محمد صادق،
فقیر محمد، حمید الظفر خان، غفور مغل،
سکواڈرن لیڈر مرزا نثار علی بیگ، منصور احمد،
بشارت رسول (سی ایس پی)، افضال حسین خان،
علی اظہر جعفری، بشیر احمد اطہر، انعام علی
ارشد علی توصیف، ٹی اے۔ بخاری (انگریزی میں)

Marfat.com

عبدل ساجد، امیر الدین صدیقی، محمد حسین چوہدری،
طارق ترین، سلطان محمد ڈرائیور، ساجد خان،
جاوید حسن نیازی، نثار احمد سلیمی، مصباح الحسنین،
نور الٰہی صوبیدار مار بل انڈسٹری راولپنڈی، سید ظفر علی بخاری،
میجر محمود الحسن سید، میجر جنرل عبدالرحیم خان (پنجاب)

Marfat.com

بیت اللہ شریف میں

"... 28 اگست کو بعد نماز جمعہ خانہ کعبہ کے سامنے **بیٹھ کر** قرآن خوانی کی گئی اور مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ یہاں پاکستان ایمبیسی کے ہائی سکول کے محترم قاری صاحب جو کہ قرآن خوانی میں شریک تھے اختتام پر والدین اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمانے سے یاد کیا۔ اس درودو دعا سے حاضرین اجتماع کافی متاثر ہوئے۔ اجتماعی قرآن خوانی میں مقامی لوگوں نے کثرت سے حصہ لیا۔

آپ حیران ہونگے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے یہاں جدہ میں کئی ایک بلکہ زیادہ تر پاکستانی بھائیوں سے اس قرآن خوانی میں شرکت کیلئے ذکر نہ کر سکا تھا۔ مگر اللہ کا کرم دیکھئے۔ جیسے ہی میں سپارے لیکر بیٹھا چند سیکنڈ میں مقامی لوگوں نے تمام سپارے اٹھا لئے۔ جیسے کہ اللہ نے اس نیک کام کے لئے آسمان سے فرشتے اتار دیئے ہوں۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ میں پورا قرآن پڑھ کر ختم کر دیا گیا۔ اس کے فوراً بعد ہی قاری صاحب نے جامع دعا و فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد غربا میں روٹیاں تقسیم کی گئیں۔

دوسرے جمعہ میں مدینہ منورہ پہنچا۔ فجر کی نماز کے بعد ریاض الجنۃ میں بیٹھکر مرحوم کی روح کو ایصال ثواب پہنچایا اور مغفرت کے لیے دُعا کی ..."

الطاف الرحمان اقصائی العالج الطبیعی فزیو تھراپسٹ۔ جدہ)

Marfat.com

لاہور میں تعزیتی اجلاس

30 اگست 1970ء کو صبح 10 بجے 103 شاہراہ قائداعظم پر ارشد محمود کی یاد میں کیڈٹ کالج اولڈ بوائیز ایسوسی ایشن نے ایک تعزیتی اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس کا اعلان اخبار میں کر دیا گیا تھا۔ اس لئے اس میں میرے رشتہ دار اور احباب بھی شریک ہوئے۔ تمام کارروائی ریکارڈ کی گئی۔ مقررین کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے تقریر کے لئے کوئی تیار ہو کر نہیں آیا تھا۔ تقریر کرنے والے دو تین ایسے احباب بھی تھے جنہوں نے ارشد محمود کو دیکھا بھی نہ تھا۔ کسی نے انگریزی میں تقریر کی تو کسی نے اردو میں۔ ان تقاریر کے کچھ کچھ حصے پیش کئے جا رہے ہیں۔ دو سو کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ سو کے قریب حاضرین کو کھڑا رہنا پڑا۔ جلسے کا انتظام ابدالین جاوید اختر چٹھہ نے کیا تھا۔ ان کے خصوصی معاون تین اور ابدالین شاہد سمیع قادری، خالد سعید اور اسماعیل ملک تھے۔ حاضرین کے دستخط لے لئے گئے تھے۔ وہ دستخط اور پتے جوں کے توں طبع ثانی میں دئے جا رہے ہیں۔ ان میں کئی ان حضرات کے نام نہیں جنہوں نے تقریریں کی تھیں۔ تین نام اور ہیں جو موجود تھے۔

1- منظور الٰہی ربانی ڈائریکٹر جنرل ایجوکیشن پنجاب
سنٹرل ٹریننگ کالج میں میرے ساتھ تھے۔ انہیں قائداعظم سے خط و کتابت کا شرف حاصل ہے۔

2- شفا اللہ صدیقی (ارشد محمود کے چچا) 3- مشکور احمد صدیقی

Marfat.com

شرکائے تعزیتی جلسہ منعقدہ ۱۰۳ شاہراہ قائداعظم لاہور۔ (۳۰ اگست ۱۹۷۰ء)

Javed Akhtar Chattha	66-J, Model Town, LAHORE.
Mohammad Shabbir	66-J, Model Town, LAHORE.
Shahid Sami Qadri	457-N Samnabad, Lahore
Mohammad Tariq.	2-Mall Lahore
Moazzam Zaman.	148-G, Model Town Lahore.
Harish-ul-Islam	53-Union Park, Samnabad, Lhr.
M. Iqbal Khan	383-N Samnabad. Lhr.
Khalid Saeed.	8, Bachelor Block. Qr. No. III Estate, Lahore

Marfat.com

Khalid Naziruddin Ahmed	-do-
Mohsin Saeed.	101/A Sher Mohd. Road 87. St. John's Park Lahore Cantt.
1 Haque Lane →	139-B. Ahmad Park Lahore
DR. Muhammad Ijaz. [illegible]	31-H Gulberg III Lahore.
Farooq Hameed	29 F- Hall Engineering Univ LHR or c/o Mr. Hameed Ullah Conservator of Forests Muzaffarabad AK
MASOOD SAID	5A WARRIS ROAD Lhr

Marfat.com

Name	Address	Present / Permanent
M. Ilyas	391-Samanabad Lahore	Same
IRFAN OMAR	70-C Model Town Lahore.	Same.
Haroon Ihsan	Gulab Devi Hospital Ferozpur Road Lahore.	Same.
M. Saeed Mehdi	8, Masson Road, Lahore	" .
Riaz Ahmed Malik	Finance Services Academy Walton,	—
Capt. T. I. Mallick	3 Engrs Bn Lahore Cantt.	
Asif Ezdi	15 Danepur Road, Lahore 3.	"
M. Muzaffar Ghaffar	Chenab Club, Lyallpur	
Ahmed Nawaz	47-T. GLB. LHR.	

Marfat.com

Syed Shah Kausar	1186, Wellington Hall, Lhr.
Za. Imam Bakhsh	142-E Model Town, Lahore - same.
M. Ismail.	Minbey Road, Lhr.
Mohd Tariq	220-A Sarwar Road, Lahore Cantt.
Rashid Aziz	Room 112 Zubair Hall Engn. Univ Lahore
Malik Saeed Sarwar	
Tajammal Husain Bukhari	115-A. New Model Town Lahore
Ahmad Atif Mirza	25- Mayo Gardens. Lahore
Munis Moksa - Syed	S/o M.A. Syed Assist. Director Labour Walfa 82, UPPER MALL LAHORE.
Mohammad Naeem.	H/No 109 Mumtaz Street Garhi Shahu — 3 Lahore.
Shafqat Ahmad Ashan	C/o Director Power Control New Kot Lakhpat
M. Naeem Khan.	57, J- Model Town Lahore

Marfat.com

S. M. Ahmad.

Managing Director
Shezan International Ltd
Bund Road
Lahore.

ظفراللہ خان ملک

[illegible]

اشفاق احمد

[illegible]

78- Mcleod Road LHR

[illegible]

[illegible]

60-A-LYTTON RD. LHR

R[illegible]

Marfat.com

M. Shafiq

[illegible]

Nayab Akhtar

[illegible]

M. Shams-ud-Din
[illegible] Muslim Masjid
LHR

[illegible]

Radio Pak - LHR

Rafi-ud-din Shahid
[illegible] Rd. Lahore

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

Aurangzeb Khan. 10/3 Cooper Road Lahore.

محمد عبید اللہ قریشی ، ایڈیٹر ادبی دنیا لاہور۔

31 ذوالفقار دانی

بحر دوست ہر

32 محمد شفیع۔ منور روت بدر

33 عبد المجید شاہ شہید شنوکوٹ ... ک

34 حبیب السمیع آشفتہ دوب لاہور

35 نیاز لو ستارہ سیل بیلی گنبد

31 تنویر حنیف

M. Aslam	Deptt. of History The Punjab University Lahore.
M. A. Mirza Colonel	Col Mirza Mohd Afzal 73A Munir Road Lahore Cantt.
[illegible]	Cadet College, Hasan Abdal
Md. Iqbal Mirza	36. F.C. College LR
Mariam Ahmad Chaudhri.	House no. 3 St No 32, Ram. Nagar Raj Garh Lahore.
Ashfaq Ahmad	House No 5 Ravigarh No 2 Lahore

Marfat.com

Qamar . ul . Islam	Book sellers O/P 170 ANARKALI LAHORE
Ejaz Ahmad Bhatti	10- Shahnaz Manzil Sharif Park Begumpura Lahore.
Mohd. Afzal	Tariq Manzil, Haji Yahya colony Ghorey Shah Lahore.
M. [illegible] Khan	9 G Gulberg III Lahore
Syed Musharraf Ali (Uncle)	Chamberji Qtrs. Lahore.
Wasif	9 C Gulberg 4 Lahore

Marfat.com

TAUQIR AHMAD	20, Civil Lines Sheikhupura
IMTIAZ HUSSAIN MALIK	5, Rasool Park Ferozepur Road Ichhra Lahore
Zulqarnain.	C/o Rana Abdur Rahim Advocate 21/14 Litton Road Lahore
Mahmud Ahmad Malik	105 Upper Mall Lahore
	Lahore
Khalid Farid Qadri	Multan Road, Lahore.
Salman Ali	2A Race course Road LHR.
Khawaja M. Aziz	Sialkot
Capt. Pervaiz Khan	26 Cav. Jehlum.
M. Ismail Malik	28 Nishat Road. Lhr.

Marfat.com

Malik Saeed Anwar	Room 112, Iqbal Hall Engg. Uni. Lahore.
Rashid Aziz	
Khalid Naseer	Engg. Uni. Lahore
Abdul Hafiz	Engg. Uni. Lahore
Gulam Haider	Engg. Univ. Lahore
Aleem Ahmad	
Syed Azhar Abbas Gardezi,	13, Bahawalpur Road Multan.
Tariq Nazeer	Engg. University 'C' Hall.
Usman Qayyum	(C.C.H.A.)
Abdul Wajid	(C.C. H)
~~Humayun~~ Zafar Ahmad	(C.C. H)
M. Arif Hasan Khan	(C.C. H)
RAZI-UD-DIN AHMED	16-Eshwar Street Krishan Nagar.

Marfat.com

Khalid Al-Hafeez. Engg. Varsity LHR. 35-Omer Hall.

Iftikhar Ahmed Eng. Varsity

Sajjad Akbar Mirza (41 Shadbagh Qaid-e-Azam) Lahore

[illegible] ([illegible])

Shahid A. Khan (Ins. Manager Shalimar Hos. LHR.)

Shahid Siddiqui Advocate. Bahawalpur.

M. Ashraf Siddiqui (18-Sanda Road Lahore)

Marfat.com

Nasir Durrani (C.C.H)

Imran A. Mufti (C.C.H.)

M. Ameen Hashmi Engg. Varsity

Afzal Sharif (C.C.H)

Asim Mufti (C.C.H)

Farooq Ahmed Khan (C.C.H)

Saadat Ali Khan

Ahsan-Ul-Haq 21- Nisbet Road, LHR.

Mahmood Chaudhry. 61-D- Engg. Varsity LHR

Bashiruddin Khalil Ahmad 167. Officers Colony Shami-e-Fazil. Lhr. Cantt.

Marfat.com

Parvez Ahmad — 18-A, Ghaziabad, Sanda Road, Lahore.

S. Vaziul Hasan Abedi — 59 N, Samanabad, Lahore

ملک شمس ۱۸-اے غازی آباد، سانده روڈ، لاهور

Shabbir Ahmad Khan — Reliance Mu. Corp.

Supdt. Fire Brigade.

Dilawar Zeb. — Cadet College Hasan Abdal

Fazal Haque — Krishan nagar Lahore

Mushtaq. — Cadet College, H. Abdal

Amir Ahmad — 17 Shri Ram Road, Krishan nagar, Lahore.

Marfat.com

جلسے کی کارروائی

جلسے کا آغاز ریڈیو پاکستان کے قاری عبدالمجید نے سورہ بقر آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷ کی تلاوت سے کیا۔ اردو میں ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ : مومنو! جب تمہیں کسی مصیبت سے دوچار ہونا پڑے تو صبر اور نماز سے مدد لو اور اس بات کو کبھی نہ بھولو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ راہ خدا میں جان کی بازی ہار گئے انہیں مردہ نہ کہو۔ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی تمہاری سمجھ اور شعور سے باہر ہے اور اس دار فانی میں ہم تمہیں آزمائیں گے اور اس آزمائش کی صورت یہ ہوگی کہ کبھی تمہیں خوف سے دوچار ہونا پڑے گا۔ کبھی بھوک کی مصیبتیں اٹھانی پڑیں گی اور کبھی تمہاری جانوں میں نقصان واقع ہوگا اور کبھی تمہیں مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا اور کبھی تمہاری اولاد اور پھلوں سے تمہیں نقصان آئیگا۔ میرے پیغمبر صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے۔ ان کے لئے بشارت ہے کہ انہیں جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے رحمتیں نازل ہوں گی اور اس کی طرف سے نوزشات کی بارش ہوگی اور یہی وہ لوگ ہیں جو راہ ہدایت پر ہیں۔

وما علینا الی البلاغ

Marfat.com

تلاوت کے بعد مرحوم کے اولین مداح اور میرے پانچ احباب نے اظہار خیال کیا۔

1- شاہد سمیع قادری

2- مظفر غفار

3- خالد فرید قادر

4- شاہد احمد خان

5- عبدالحق

6- الطاف حسن قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ، لاہور)

7- پروفیسر سید وزیر الحسن عابدی (اورینٹل کالج لاہور)

8- حکیم آفتاب احمد قریشی ایم اے

9- ملک شمس (سابق ناظم عجائب گھر، لاہور)

10- ظہور عالم شہید (صدر نیشنل یونین آف جرنلسٹس، پاکستان)

صفحات آئندہ میں ان کی اردو اور انگریزی میں تقاریر کا متن ملاحظہ ہو۔ میں نے اپنی اختتامی تقریر میں حادثے کی تفصیل بیان کیں اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اجلاس کا اختتام فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت پر ہوا۔ یہ خبر روزنامہ مشرق لاہور، 31 اگست 1970ء کے صفحہ 2 پر شائع ہوئی۔

Marfat.com

تقریر عبدالحق متعلم انجینئرنگ یونیورسٹی

اس پورے کنبے کے ساتھ ہمیں خاص انس پیدا ہو گیا ہے۔ انہیں ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سارے خاندان کا احترام ہے۔ ہم اس لحاظ سے اپنے آپ کو اسی کنبے کا فرد سمجھتے ہیں۔ اور اسے صدیقی صاحب کا نہیں اپنا دکھ سمجھ کر اپنے دل پر لیتے ہیں اس موت سے جتنا ہمیں افسوس ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں دوسرے ابدالین کی طرف سے بھی کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ صدیقی صاحب نے ہمارے ساتھ جو نیکیاں کی ہوئی ہیں۔ اگر وہ سارے ابدالین گننا شروع کر دیں تو میرے خیال میں کئی دن لگ جائیں گے اور اس کے بعد لوگوں کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد باتیں یاد آتی رہیں گی کہ میرے ساتھ ایک اور واقعہ ہوا تھا تو یہ سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں صرف یہ کہنا سمجھتا ہوں کہ صدیقی صاحب نے ہمارے ساتھ جتنے احسانات کیے ہیں اور ارشد محمود صدیقی جس محبت کے ساتھ ہم سے ملتے تھے وہ ہمیں ساری عمر یاد آتی رہیں گی... قوم کو اس کی ضرورت تھی....

شاہد احمد خان (ورکس منیجر شاہنواز لمیٹڈ لاہور)

......میں شاہنواز لمیٹڈ کی نمائندگی کر رہا ہوں......میں خوش تھا کہ

Marfat.com

ایک ابدالین شاہنواز لمیٹڈ میں آ گیا... میں شاہنواز لمیٹڈ کی جانب سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایسے نفیس اور محنتی نوجوان سے محروم ہو جانے کا بہت صدمہ ہے۔ یہ صرف شاہنواز لمیٹڈ ہی میں نہیں، بلکہ ملک میں بھی امتیاز حاصل کرتا۔

الطاف حسن قریشی (مدیر اردو ڈائجسٹ، لاہور)

..... مجھے اس کا اقرار ہے کہ کل تک مجھے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ میرے دوست صدیقی جو میرے انتہائی عزیز دوست ہیں، کا بچہ اس حادثے کا شکار ہو گیا۔ انہوں نے اپنے بچے کی موت کی خبر مجھے جس عزم اور جس پورے استقلال اور اعتماد کے ساتھ سنائی اس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا۔ مجھے یہ احساس ہوا کہ جسے خدا کی ذات پر کامل یقین ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی اپنی ذات بھی فانی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے وہ بھی فانی ہے، اور خدا جس وقت جس چیز کو لینا چاہتا ہے ایک مومن بارضا و رغبت اسے قبول کرتا ہے، اور کوشش کرتا ہے کہ خدا کی کسی بات پر شکایت یا گلے کا لہجہ اختیار نہ کرے۔ میں صدیقی صاحب کے اس عمل سے بہت متاثر ہوا ہوں، اور مجھے ان کے لب و لہجہ اور اس رویے سے اتنا اعتماد ملا ہے کہ خدا کی ذات پر میرا یقین بڑھ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان جیسی شخصیت ہمیں بڑے سے بڑے حادثے اور بڑے بڑے مصائب کا مقابلہ کرنے کا سبق دیتی ہے۔

دوسری بات جس نے مجھے بے حد متاثر کیا وہ یہ ہے کہ صدیقی صاحب کو

Marfat.com

میں چار پانچ برس سے جانتا ہوں اور مجھے ان کی خوبیوں کا بخوبی علم ہے۔ مگر اس بات کا علم مجھے آج ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت میں اتنا وقت لگایا اور اتنی محنت کی ہے کہ ان کے بچے پاکستان کے نہ صرف اچھے شہری بنے بلکہ انہوں نے ایک ایسا مقام بنایا جس پر قوم فخر کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صدیقی صاحب نے والد کی حیثیت سے پوری قوم کو احساس دلایا ہے کہ ہماری اصل دولت بچے ہیں اور ہمیں ان پر پوری محنت کرنی چاہئے اور اپنے بچوں کا کردار اتنا اچھا بنانا چاہئے کہ وہ جہاں بھی ہوں اپنے کردار کی عظمت کا اظہار کر سکیں اور پوری قوم کے اندر ایک قیمتی اضافے کا باعث بن سکیں۔.......

پروفیسر وزیر الحسن عابدی

.....مجھے پروفیسر منظور الحق صدیقی صاحب سے سالہا سال سے ارادت حاصل ہے، ان کی تصنیفات بھی میری نظر سے گزری ہیں۔ میں ان کے تاریخی خاندان سے متعلق معلومات رکھتا ہوں۔ ہماری تہذیب کے میدانِ علم و فضل والے جن خاندانوں کا ذکر اہمیت رکھتا ہے ان میں ایک خاندان پروفیسر منظور الحق صدیقی کا ہے۔ خاص طور پر شمال ہند، دہلی اور اطراف دہلی کی جو اسلامی تہذیبی تاریخ ہے اس میں ان کے بزرگوں کی بڑی خدمات ہیں۔ وہ خدمات کتابوں ہی میں محفوظ نہیں بلکہ اس خاندان کے افراد کے اخلاق میں بھی منعکس ہیں۔ جن لوگوں کو اس خاندان کے افراد سے تعارف حاصل ہے، وہ اس

Marfat.com

حقیقت کو جانتے ہیں، حسن گفتار، حسن اخلاق، حسن معاشرت، ذہانت، علمیت اپنے بزرگوں کے ورثے سے وابستگی...... یہ وہ چیزیں ہیں جو ان کے خاندان میں ہمیں ملتی ہیں۔ وہ مرحوم جو اٹھ گیا، نمونہ تھا، اس خاندان کے اخلاق کا اور اس کا اٹھ جانا اس خاندان کے لئے ہی نہیں، بلکہ ملت کے لئے باعث حزن واندوہ ہے..... نہ صرف یہ خاندان ایک ذہین، ممتاز، شریف، بلند کردار شخص سے محروم ہو گیا، ایسے ہونہار فرد سے جس کا مستقبل بڑا درخشاں تھا، جس نے 20 سال کی عمر میں علم کے مراحل اس امتیاز کے ساتھ طے کئے، جو ایک نمونے کا نوجوان طالبعلم تھا، دانش گاہ پنجاب میں اپنے فن میں منفرد و ممتاز تھا۔ بلکہ اس نوجوان کا اٹھ جانا پوری ملت کے لئے باعث رنج واندوہ ہے۔ خاص طور پر اس دور میں جب کہ ہماری نظریں نئی نسل میں ایسے نوجوانوں کو ڈھونڈتی ہیں جو ایسے کمالات کے مالک ہوں، ایسے امتیازات کے مالک ہوں۔

میں الفاظ میں بیان کرتے ہوئے جھجک رہا ہوں کیونکہ پروفیسر منظورالحق صاحب صدیقی تشریف فرما ہیں۔ آپ سب کو احساس ہو گا کہ کس صبر سے کس حوصلے سے، کس ہمت سے، کس بلند اخلاق سے ہماری ملت کے اس اس فاضل پروفیسر نے اس رنج کو برداشت کیا.... یہ بڑی بلند کرداری کا ثبوت ہے...."

حکیم آفتاب احمد قرشی ایم اے

"....اولاد اور پھر ایسی ہونہار اولاد کا، ایسے نیک، صالح اور قابل فرزند کا رخصت ہونا اور پھر ایسے حادثے میں جدا ہو جانا قیامت سے کم نہیں۔

Marfat.com

جناب منظور الحق صدیقی سے مجھے عرصے سے نیاز مندی کا شرف حاصل ہے۔ صدیقی صاحب ایک تعلیمی ادارے سے وابستہ ہیں اور بہت سے نوجوان انہیں استاد اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے جانتے ہیں، لیکن میری نیاز مندی اس بنا پر تھی اور اب بھی ہے کہ صدیقی صاحب نے تحریک پاکستان میں ایک بہت بڑے رہنما کی حیثیت سے کام کیا.... انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے نامساعد حالات اور کٹھن مشکلات کے باوجود پاکستان کانفرنس کا لاہور میں انعقاد کیا (۱۹۴۱ء)۔ سب سے اہم بڑی بات یہ ہوئی کہ انہوں نے پنجاب کے مسلمانوں میں ملی جذبے کو بیدار کیا اور وہ احساس پیدا کیا جس کا نتیجہ پاکستان کی شکل میں نمودار ہوا۔ میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کو علم ہو جائے کہ جناب منظور الحق صدیقی کس قدر درد مند دل رکھتے ہیں اور جب ان پر یہ حادثہ بیتا ہو گا تو کس قدر قیامت ان پر گزری ہو گی۔

عزیز مکرم سے مجھے گزشتہ سال ملنے کا اتفاق ہو۔ انجینئرنگ یونیورسٹی سے کامیاب ہونے کے بعد وہ لاہور میں مجھے ملے اور بتایا کہ والد صاحب نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ سے ملوں پھر کئی بار تشریف لائے، میں ان سے مل کر بے حد خوش ہوا۔ مجھے ان کی صورت میں اپنے عزیز دوست منظور الحق صدیقی صاحب کی جھلک نظر آتی تھی، وہی متانت و سنجیدگی اور وہی خلوص و شائستگی، میں بہت خوش ہوا کرتا تھا کہ اس دور میں بھی ایسے نوجوان ہیں جو نہ صرف قابل ہیں۔ بلکہ متین، سنجیدہ اور باادب ہیں...."

Marfat.com

ملک شمس (سابق ناظم عجائب خانہ لاہور)

پروفیسر صدیقی سے مجھے بھی عرصہ دراز سے نیاز مندی ہے، وہ بہت سے اوصاف کے حامل ہیں۔ میری جب بھی ان سے ملاقات ہوئی وہ از خود گفتگو کا کوئی ایسا موضوع تلاش کر لیتے جس کا تعلق میرے پیشے سے تھا۔ یہ کوئی نہ کوئی مسئلہ تاریخ کا، تہذیب و تمدن کا، آثار قدیمہ کا، فنون لطیفہ کا، خطاطی کا یا فرامین کا چھیڑ دیتے۔ میں اس پر اکثر حیران ہوا کرتا تھا کہ ایک پروفیسر جس کا زیادہ تر تعلق حساب، جیومیٹری اور الجبرے سے ہے وہ اس قدر متنوع ____ اور اسقدر وسیع موضوعات سے کس طرح دلچسپی رکھتا ہے۔ میں آپ سب کے سامنے اس چیز کا اقرار کرتا ہوں کہ باوجود اس امر کے کہ میری عمر کا بیشتر حصہ عہد عتیق کی تحقیق و تجسس میں گزرا ہے، کئی مرتبہ صدیقی صاحب کی زبان سے وہ تحقیقاتی معلومات حاصل کیں جو میرے لیے بھی نشاندہی اور روشنی کا باعث بنیں۔

ایک اور رُخ جس سے میں بہت متاثر رہا یہ ہے کہ صدیقی صاحب بظاہر بڑے سنجیدہ اور بڑی متانت کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں.... بے تکلفی کے ساتھ میں نے انہیں قہقہے لگاتے کبھی نہیں دیکھا، لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے ان کی طبیعت میں ایک مزاح اور ایک عجیب سی زندہ دلی پائی۔ ایک مرتبہ انہوں نے حساب کے موضوع پر گفتگو کی... یقین جانیے ایسے ایسے لطیفے، اس قسم معمے اور اس اس قسم کی عقل و ذہانت سے بھرپور اور روزمرہ زندگی سے تعلق سے رکھنے والی باتیں بتائیں۔۔ جس سے معلوم ہوا کہ حساب بھی ایک خشک مضمون نہیں....

Marfat.com

تاریخ میں اُنہوں نے اپنے خاندان کی جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ بذات خود ہماری اسلامی تہذیب کا ایک اہم باب ہے.... اس اجتماع میں آتے ہوئے جب اُن سے ملا اور انہوں نے جس طرح میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مُلاقات کی تو معلوم ہو کہ وہ بے پناہ صبر، بے پناہ تحمل اور بے پناہ برداشت کے مالک ہیں...."

ظہور عالم شہید (صدر نیشنل یونین آف جرنلسٹس)

"حضرت صدیقی صاحب کو اس وقت جو صدمہ ہوا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ ہم سب کا صدمہ ہے۔ صدیقی صاحب کے ساتھ آج سے بائیس تیئس بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے ہمیں تحریک پاکستان کے زمانے میں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اس زمانے میں انہوں نے جو قربانیاں دیں، ان سے ان کے ساتھی بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے تعلیم کا پیشہ بھی اسی لئے اختیار کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعے نوجوان پود کی صحیح رہنمائی کا حق ادا کر سکیں گے۔ ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ جس صدیقی نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں دیں، اسے اس عمر میں اپنے بچے کی بھی قربانی دینا پڑے گی۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ صدیقی کا بیٹا کتنا ہونہار تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اس کا مسلک بھی وہی ہوتا جو اس کے والد کا تھا۔ اس وقت جب کہ ہم سب یہاں جمع ہیں تو یقین مانیے کہ میرا احساس یہ ہے کہ یہ صدیقی کا نہیں میرا اپنا بچہ میرے ہاتھوں سے جدا ہوا ہے.... آج اگر منظور صدیقی پریشان ہے تو یہ بھی ایک قدرتی چیز ہے لیکن وہ اس خیال سے اپنا حوصلہ

Marfat.com

بلند کریں کہ جو کچھ ہوتا ہے، قدرت کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنی صلاحیتوں کو توانا رکھیں۔ ان سے ہمیں ابھی بہت کچھ حاصل کرنا ہے۔ ان کے شاگرد ہی کو نہیں، بلکہ وہ رفقاء بھی جنہوں نے بیس پچیس سال پہلے ان کے ساتھ کام کیا ہے، ان سے بہت امیدیں رکھتے ہیں....."

Marfat.com

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

(علامہ اقبال)

پاکستان بنانے والوں میں سے پانچ سو

تحریک پاکستان کے کارکنوں کا یہ اجلاس تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما جناب منظور الحق صدیقی کے صاجزادے ارشد محمود صدیقی کی وفات پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

مرحوم انتہائی ذہین، قابل اور مخلص نوجوان تھے۔ ان کی وفات سے قوم ایک جوہر قابل سے محروم ہوگئی ہے۔ یہ اجلاس مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

یہ اجتماع ۸ اگست ۱۹۷۰ء کو حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں ہوا۔ اس میں مشرقی اور مغربی پاکستان سے پانچ سو کے قریب رہنما اور کارکنوں نے شرکت کی جن میں سے چند کے اسمائے گرامی اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔ قرارداد کی نقل اور یہ نام حبیب گرامی حکیم آفتاب احمد قرشی ایم اے کے عنایت کردہ ہیں۔

Marfat.com

میاں امیر الدین (صدر انجمن حمایت اسلام لاہور) ، سید خلیل الرحمٰن (لاہور۔ سابق سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ) ، نواب زادہ محمود علی خان (سابق سیکرٹری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)، خان بخت جمال خان (مردان سابق رکن مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ)، حکیم آفتاب احمد قرشی ایم اے (لاہور۔ صدر آل پاکستان یوتھ موومنٹ، کنوینئر ورلڈ مسلم یوتھ کانگریس، طبّی بورڈ حکومت پاکستان)، ڈاکٹر جاوید اقبال (لاہور)، ظہور عالم شہید (لاہور۔ صدر نیشنل یونین آف جرنلسٹس)، حافظ نذر احمد (پرنسپل شبلی کالج لاہور) ، رشید احمد انصاری (سیکرٹری موتمر عالم اسلامی مغربی پاکستان)، مولانا بشیر احمد اخگر (بہاول پور)، عبدالحمید ایڈووکیٹ سرگودھا)، سید اظہار احمد لدھیانوی، انور قریشی غازی آبادی، ظہیر نیاز بیگی، ڈاکٹر الہی علوی (جنرل سیکرٹری جماعت اہل حدیث مشرقی پاکستان)، مظفر حسین (ایڈووکیٹ بوگرہ) ، محمد عبد السلام (صدر اسلام یونائیٹڈ فرنٹ ڈھاکہ)، پروفیسر چوہدری محمد صادق (حسن ابدال) ، خلیفہ امام الدین بقا جالندھری (گوجرانوالہ)۔

Marfat.com

بھائی جان کی یاد میں

زمیں نازاں ہے تجھ پر آسماں بھی ناز کرتا ہے
کہ اک تارا زمین کا زیست افلاک بنتا ہے۔
ہماری زندگی لے کر حیات جاوداں لے لی
ستارے ماند پڑ جاتے ہیں جب سورج ابھرتا ہے
بہت افسردہ دل ہیں باپ، ماں، بھائی، بہن سارے
اب ان تیرہ دلوں میں بس تیرا جلوہ دمکتا ہے
دلوں میں یاد ہے تیری لبوں پر نام ہے تیرا
مگر ہر ایک یاں پہ تیری صورت کوترستا ہے
شہادت عین رحمت ہے ، شہادت ایک نعمت ہے
متاع بے بہا ہے جس پر انسان فخر کرتا ہے
تم اب کے فصل گل میں ہم سے کوسوں دور ہو لیکن
ہر اک غنچہ تمہاری مسکراہٹ لے کے کھلتا ہے
میں پہلے بے خبر تھا اب سمجھ میں آگیا میری
کہ کیوں کر ایک پل میں اک شہر ویرانہ بنتا ہے
تو اک پرواز میں جنت میں داخل ہو گیا ارشد
جدائی میں تری احمد رضا کا دل تڑپتا ہے

احمد رضا صدیقی

Marfat.com

Marfat.com

صدیقی خانوادہ

Marfat.com

From Cadet College he progressed to the Engineering University, Lahore, in 1965 from where he took his First Class First degree in Mechanical Engineering with distinctions in three subjects and two Gold Medals. When he had completed his formal, professional training he decided against Government Service in favour of gaining some insight into industrial enterprises,after which he wished to form a business of his own.

In an overall appraisal of his personal qualities we discover a wide range of virtues which led him to be admired by so many, and consequently his loss was mourned by his numerous friends and colleagues. He could be said to have possesed a quiet nature, a modest disposition, an obedient manner, generosity of heart with a flavour of sincere humanity, a strong sense of duty,cleaniless, and not least, being a happy, similing conversationalist with a judicious choice of friends.

As a young man he displayed a strong sense of conviction without ignoring the feelings of others. This sense of conviction clearly emerged late when the question of his future occupation arose. He was determined to be a Mechanical Engineer, however, his uncle preferred him to concentrate on Civil Engineering. The conflict which followed was amicably settled by mutual compromise, brought to a successful conclusion by Arshad's gentlemanly tact and courteous persuasion. His life was dictated by creative idealism, while he never neglected the rational and realistic approach which was essential for the fulfilment of his personal amoitions in the Engineering world, as exemplified by his plans for Paksitan's first Hoovercraft,a few years ago.

As a final mark of the deep impression he created, the College has inaugurated plans for a Memorial to Arshad-an appropriate reminder of his sad death and latent potential.

(Published by - Cadet College Hasanabadal)

From Arshad's Diary
Dated 29-12-1968

This year is at its end and I am as bored up with lack of work as a captured duck. It is almost two month's strike backed mainly by crazy political parties. May God deal strictly with those idiots who interrupt in studies.

Marfat.com

OBITUARY

In Memory of Ex-Cadet Arshad Mahmood Siddiqi

Arshad Mahmood Siddiqi was born on the 3rd September, 1948, and died a young and untimely death on the 6th August, 1970, being one of the passengers on the ill-fated P. I. A. Night Coach, bound for Lahore, that crashed near Rawat.

The sad news of Arshad's tragic accident shook the whole College with tender emotion and swept a great many people into tears.

Arshad's death is indeed a great loss to his family, but even more so to the College that has lost its pride in the expected follow-up of an illustrious son of this institution.

To typify his usually strong character an incident from his childhood might serve as an interesting insight into Arshad's mind. At the age of six and a half he showed his determined will and bold approach by an interesting example. While his entry to a school was being considered for Class One Arshad insisted that he be subjected to a series of tests to accurately determine the stage at which it would be most appropriate for him to join. The result of this strong self assurance was that he gained admission directly into Class Three. This was a feat which was justly deserved since Arshad had burned the mid-night oil frequently to prepare himself for the tests.in spite of maternal apprehension for loss of sleep.

He entered Cadet College, Hasan Abdal, in 1960 and this was the beginning of an era of distinction. His outstanding successes at the College were academic. However his extra-curricular achievements were of no lesser eminence or diversity which showed-up clearly in his appreciation of "The Great Outdoors" on his visit to Kabul, Kaghan and beyond Swat, coupled with his enthasiasm for rowing. He left the College with 1st Class in his F. Sc. (Pre-Engineering)-a just tribute to his persistent acaedmic strivings. On the games field he Captained the Junior Hockey Team and was an enthusiastic boxer. Chess was his first love and he proved his excellent standard in this by winning the I.S.S.T. Championship. His efforts also took him to the Editorship of the College Magazine (English Section)-in spite of his scant regard or memory for poetry.

Marfat.com

Speech in Lahore on 30.8.1970 by Ex-cadet Muzaffar Ghaffar who has never missed sending Eid greetings since he left the College in 1955:

My name is Muzaffar Ghaffar. I am from the 1954 group. It is customary at condolence meetings to say things, to recount achievements and to console the bereaved family. I find the loss of a human life so completely over powering and this particular tragedy so over whelming that I do not want to limit this tragedy in words. Instead I would speak about a new lesson that I have learnt from a teacher whom I respect more than any other teacher I have ever had. Let me recount a certain incident of 10th class in 1954 in Hasan Abdal. I was perhaps the poorest student in Mathematics and I was positive that I would fail that examination of Matriculation . Then Mr. Siddiqi stood up, looked me straight in the eyes and said with courage and with a certain look I shall never forget "Muzaffar if you fail this examination I will resign from this College" I want to connect that incident with what I have seen today and that is the extreme courage of Mr. Siddiqi . The fortitude with which he has borne this over powering loss should be an example to all of us. As Qari Sahib explained to us in the translation from the Holy verses he read from the Quran that this courage is propagated and promoted and expected by the Almighty; and this courage may God continue to grant to Mr. Siddiqi and his family to bear this loss.

Marfat.com

LIBRARIAN
West Pakistan
University of Engineering and Technology, Lahore.

"....It will be appreciated if a large size photograph is provided to us for its display in the main hall of University Library."

M. Fazal-ul-Haq

SPEECHES

SHAHID SAMI QADRI
B.Sc. Engr. (Electrical) Gold Medalist 1968.

".....This loss is not to only our respected teacher Mr. M.H Siddique but its' a great loss to the whole nation. At this critical stage, our nation does need such a talented person to lift the nation out of the critical stage..."

Marfat.com

TAUQIR AHMED WARAICH
(B.Sc. Mech. Engr. Lecturer and Head of Department of Engr. West Pakistan College of Textile Technology , Lyallpur)

"......Believe me it has given me such a big shock that you could hardly fancy the intensity. Arshad was not only my class mate for long years but had also been my room mate and undoubtedly one of my closest and dearest friends of life.... Never on Earth could have anybody said that such a sweet, charming intelligent and smart boy shall live for such a short time..."

M. ZULFIQAR ALI KHAN
Philadelphia U.S.A.

"....Believe me Sir, it gave me the biggest shock of my life as if it were my own brother ....such a good ever smiling, sincere and friendly to every body and intelligent boy...."

Maj and Mrs Nasarullah
24 Punjab Regt
(Ex-Adjutant Cadet College, Hassan Abdal)

"... The deceased was a man of high caliber with innumerable qualities."

Fida Hussain (Now CSP)

" Arshad Mahmood was the brilliant hope and just pride of your family. I feel it also a personal loss to myself, for Arshad was not only my class fellow but also a sincere friend. I always admired him as a truthful, straightforward and noble person..... ."

Javaid Bashir Khan
11 Baluch

" I knew Arshad when he was in 9th and I was in 8th in 1961. He was such a nice soul that he looked after us as we were new to the College. I always saw him with a smile on his face. Never saw him annoyed at any stage. Not only you have lost him, everybody has lost a nice soul."

Marfat.com

A.S.P
Sargodha
Sep 15, 1970

My dear Siddiqui Saheb,

I do not know what to write to you in this hour of terrible grief. Ever since the air crash took place, I had only wished from the core of my heart that the gentleman named A. M. Siddiqui from Hasan Abdal was not known to me. But alas it came true and I can only say that in the untimely loss of Arshad you are not alone to mourn. Arshad was a very fine young man whom I remember as a brilliant student when I taught at Lahore, and having the virtues of an outstanding gentleman. Allah too likes good men and he has taken a pick.

The sad news was confirmed when I read of a condolence meeting to be held at Lahore. How much I wanted to attend but could not move out as I had just been transferred from Jauharabad to Sargodha.

I want to tell you, you have other sons like us to give you solace in this difficult world. Please never hesitate to let me know if and when I can be of any use to you.

In this stage of life Allah has put you in the greatest test. His will is final. Arshad shall be a living soul and comfort in the domains of heaven. May Allah bless you with indomitable courage to bear this irreparable loss.

May I assure you and your entire family that here at Sargodha you have a well wisher and a friend.

Very Sincerely Yours

Asad Alvi

ASIF EZDI SHAH CSP

"Arshad Mahmood's loss will be felt by all who knew him however slightly. To me he was well known as an exceptionally nice person."

Marfat.com

8 MASON ROAD,
LOHORE
AUGUST 20, 1970

My dear Siddiqui Saheb,

This is to offer you my heart felt condolences on the sad demise of your beloved son in the recent unfortunate accident. It was a shocking tragedy which moved one and all. All who knew A.M. Siddiqui will mourn his death for years to come. He died in the prime of his age.

Words are but a poor consolation at time like this. But believe me Siddiqui Sahib I am with you in this hour of trial. We as Muslims are resigned to fate. May God give you courage to bear this heavy loss and may the departed soul rest in peace. Amen:

With profound regards.

Yours in grief.

(Muhammad Saeed Mehdi)

Mr. M.H. Siddiqui, M.A.
Cadet College,
Hassan Abdal

Marfat.com

Phone 60244/206
Gram UNIVENTECH

Professor M. Sultan Hussain
B.Sc. Engg. (ALIG)M.ENGG. Ph.D. (Sheffield)
D.A.E.Cranfield). Graduate I.E.E.(London)
Assoc.MEM.A.S.M.E.(N.Y). M.I.E (Pak) Seal
C-2, ENGINEERING UNIVERSITY.
LAHORE

Dated 11th November, 1970

I am deeply distressed at the most tragic death of Arshad Mahmood Siddiqui at Rawat in an Air Crash. No words can express our profound and heartfelt sorrow over this extremely sad and untimely demise. I pray to Allah that his parents and relatives may be bestowed with sufficient strength and courage to bear this sudden and irreparable loss. It would be well to remember that God's ways are just. Those whom Allah loves die young. He is now far away from the cares and anxieties of life. We will always feel justly proud of his noble memory. May his soul rest in peace.

I know Arshad personally as a student of mine in the Design Division of the Mechanical Engineering Department, of which I happen to be the Incharge. He was a perfect gentleman, and everybody loved him for his simplicity and sincerity. He was a young man of very active habits and acquitted himself creditably. He was a very enthusiastic student, showing special aptitudes and abilities in dealing with both the Theoretical and Practical aspects of Engineering. He had a thorough mechanical bent of mind, and took a very keen interest in the various practical works during the course of his studies. He worked specially well in the Design of an "Hoovercraft" for his Project, a very important Sessional for the award of B.Sc. Engg. Degree, which he obtained with the greatest honour, standing First Class First amongst all the students of all the three Divisions of Production, Power and Design, and securing a number of Distinctions and Gold Medals.

With profoundest sorrow, and humble prayers to Allah.

Yours Sincerely

M. Sultan Husain

Marfat.com

Bishops Senior School,
P.O.Box 75,
Mukono,
Uganda.

August 12th 1970.

Dear Mr Siddiqui,

Having just recovered from Mr Bokhari's sad news, I have now learnt of this further tragedy concerning your son Arshad Mahmood. I really am most terribly sorry to hear about it and hasten to send you and your family this letter of condolence and to express to you all my deepest sympathy in your sad and tragic loss.

Words are quite inadequate on such an occasion, but they are the only means available to me to express how I feel for you at this time.

I remember Arshad of course very well as one of the nicest cadets at the College during my time, and I have heard too of his outstanding success later at the University. I am sure that the brightest of futures was awaiting him, and this makes his sudden passing all the more hard to bear.

Please convey my condolences to your wife and family and accept this letter with the affection and sympathy that it brings.

yours very sincerely,

A.W.E. Winlaw.

Marfat.com

ENGLISH SECTION

CONTENTS

LETTERS

1.	Mr. A.W.E. Winlaw, Principal Bishops School Mulconu, Uganda.	2
2.	Prof. Dr. M. Sultan Hussasin, Engineering University Lahore.	3
3.	Muhammad Saeed Mehdi C.S.P.	4
4.	Asad Mahmood Alvi P.S.P.	5
5.	Asif Ezdi Shah C.S.P.	5
6.	Tauqir Ahmed Waraich	6
7.	Zulfiqar Ali Khan, Philadelphia, USA	6
8.	Major & Mrs. Nasrullah	6
9.	Fida Hussain C.S.P.	6
10.	Javaid Bashir Khan	6
11.	Librarian Engineering University Lahore	7

SPEECHES

12.	Engineer Shahid Sami Qadri	7
13.	Muzaffar Akhtar Ghaffar	8

MISCELLANIOUS

14.	Obituary (Published by Cadet College Hasan Abadal)	9
15.	A page from Arshad's Diary	10

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر منظور الحق صدیقی (پیدائش 1917ء)

تحریک پاکستان کے ان سابقون میں سے ہیں جنھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے قرارداد لاہور والے اجلاس میں شرکت کی اور پھر اس قرارداد کو پنجاب کے عوام میں مقبول بنا کر اسے تحریک پاکستان بنانے میں بھرپور حصہ لیا۔ انہیں قائداعظم سے طویل ملاقاتوں اور ان سے خط و کتابت کا شرف حاصل ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے آپکا شمار مشاہیر ہند میں ہوتا تھا۔ تحریک پاکستان کے گولڈ میڈلسٹ ہیں۔

1940ء سے ابتک تدریس سے وابستہ ہیں۔ 35 سالہ سرکاری ملازمت کے دوران آپ سے پڑھی ہوئی چالیس کلاسوں نے یونیورسٹی اور بورڈ کے امتحان دیئے۔ ان میں آپ کا کوئی شاگرد فیل نہیں ہوا۔ فیض نظر اس پر مستزاد ہے۔ آپ پاکستان کی مایہ ناز درسگاہ کیڈٹ کالج حسن ابدال کے بانی اساتذہ میں سے ہیں۔ اس کالج میں چھبیس سال رہے۔ اور اسکی اعلیٰ روایات قائم کرنے میں حصہ لیا۔

آپ اکیس تحقیقی کتابوں کے موئف یا مصنف ہیں۔ تحریک پاکستان پر آپکا مرتبہ رسالہ ہے۔ LIVE AND LET LIVE 1942ء میں راولپنڈی سے شائع ہوا۔ آپ کی ریاضی پر تین کتابیں اور حسابی معموں پر محفل معما گوئی کے علاوہ تاریخ و سوانح پر تاریخ حسن ابدال، تحریک پاکستان میں رہتک کا کردار، قائداعظم اور راولپنڈی، شاہ لطیف بری، مولانا مودودی چند آثار چند یادیں، ہادی ہریانہ، پیرزادہ محمد حسین عارف، مآثر الاجداد وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔

آپکی مخزونہ نادرو نایاب مطبوعہ اور خطی کتب اور ہزاروں قدیم و جدید نہایت ہی اہم دستاویزات پر حکومت پاکستان کی قومی ہجرہ کونسل اسلام آباد نے ایک رسالہ کنزا لآثار صدیقی کے نام سے شائع کیا۔ یہ انمول خزا[illegible] وقف کردیا ہے۔

8219

Marfat.com